قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

منگل 19 اکتوبر 2021ء | 12 ربیع الاول 1443 ہجری قمری | 19 اخاء 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:248

فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنۡ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّاللّٰہُ عَلَیَّ رُوۡحِیۡ اَرُدُّ عَلَیۡہِ السَّلَامَ۔

(ابوداؤد،کتاب المناسك باب زيارة القبور)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اس کا جواب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دے گا تا کہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

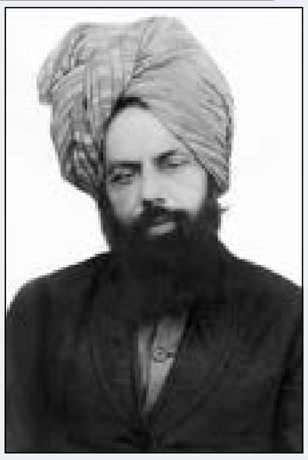

مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کی وجہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب بھی یہی حُبّ دنیا ہی ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجھ میں آسکتا تھا کہ فلاں فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کر کے ایک ہو جاتے۔ اب جبکہ حُبِّ دنیا کی وجہ سے یہ خرابی پیدا ہو رہی ہے تو ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان کہا جا سکتا ہے جبکہ ان کا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا تھا: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ اب اس حُبُّ اللہ کی بجائے اور اِتّباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حُبُّ الدنیا کو مقدم کیا گیا ہے۔ کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتّباع ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیادار تھے؟ کیا وہ سود لیا کرتے تھے؟ یا فرائض اور احکامِ الٰہی کی بجا آوری میں غفلت کیا کرتے تھے؟ کیا آپ میں معاذ اللہ نفاق تھا، مداہنہ تھا؟ دنیا کو دین پر مقدم کرتے تھے؟ غور کرو! اِتّباع تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 348-349 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

’’مَیں سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہوسکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتّباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل مَیں ہوں‘‘۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 204 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

ارشاد باری تعالیٰ

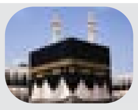

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۲﴾

(آل عمران:32)

ترجمہ: تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

مسلمانوں کی ابتر حالت اسوۂ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کو ترک کرنے کی وجہ سے ہے

کیا اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرے اس کا یہی حال ہوتا ہے جو آجکل کے مسلمانوں کا ہے۔ علماء جن کو عامۃ المسلمین عام طور پر اللہ تعالیٰ کا پیارا سمجھتے ہیں، اس کے قریب سمجھتے ہیں، وہ سب سے زیادہ دنیا میں فساد پیدا کر رہے ہیں۔ اب تو خود پاکستان میں بعض تجزیہ نگار اور کالم نویس اخباروں میں بھی لکھنے لگ گئے ہیں، دوسرے میڈیا پر بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ حالت ان نام نہاد علماء نے ایسی کر دی ہے۔ پس اس وقت مسلمان علماء کی عمومی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قرآن اور سنت کی حقیقت بتانے والا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق بھیج دیا ہے۔ لیکن علماء نہ خود اس کی بات سننا چاہتے ہیں، نہ عوام کو سننے دیتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کے خلاف کفر کے فتوے دے کر ایک عمومی خوف و ہراس اور فتنہ و فساد کی صورت پیدا کر دی ہے۔

یہ الزام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہر روز لگتا ہے کہ آپ نے نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ دنیاوی خواہشات کی تکمیل اور اپنی بڑائی کے لئے جماعت کا قیام کیا ہے۔

بہرحال ہم جانتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تجدید و تکمیل اشاعت کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا۔ قرآن کریم کے علوم و معارف کا فہم وادراک آپ کے ذریعہ سے ہی ہمیں حاصل ہوا۔ آپ نے ہر موقع پر قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ اس آیت قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ کو مختلف مواقع پر مختلف زاویوں اور معانی کے ساتھ آپ نے پیش فرمایا اور یہی وہ باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلا کر، اس کا پیارا بنا کر فتنہ و فساد کی حالت سے نکالنے والی بن سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے لئے اپنی بقا کو قائم رکھنے کے لئے، اپنے ملکوں میں امن قائم رکھنے کے لئے، اسلام کی شان و شوکت کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے کوئی اور راستہ نہیں۔ نیک نتائج اس وقت قائم ہوں گے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پیروی ہو گی ورنہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا نعرہ بھی کھوکھلا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کا نعرہ بھی کھوکھلا ہے۔

(خطبہ جمعہ 20 اکتوبر 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- نعت رسول مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم
- استغفار۔ ایک تعویذ، احتیاط اور دوا
- قرآن کریم میں استعمال ہونے والی اسلامی اصطلاحات
- مسلمانوں میں رائج بعض بابرکت کلمات کا استعمال

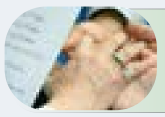

دربارِ خلافت

’’ایہو ربّ خلیفہ کیتا ایس نوں مہدی جانو‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ملک برکت اللہ صاحبؓ پسر حضرت ملک نیاز محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1905ء میں ایک دن بوقتِ عصر ہم کو ’راہوں‘ ضلع جالندھر میں (یعنی جس جگہ یہ رہتے تھے، راہوں ضلع جالندھر میں) وہاں ایک خط، پوسٹ کارڈ ملا کہ حضور علیہ السلام دہلی تشریف لے جارہے ہیں اور صبح آٹھ یا نو بجے گاڑی پر سے پھگواڑہ سٹیشن پر سے گزریں گے۔ حاجی رحمت اللہ صاحب، چوہدری فیروز خان صاحب مرحوم نے میری ڈیوٹی لگائی کہ تم نوجوان ہو۔ اسی وقت جاؤ اور جماعت کریام کو اطلاع کرو۔ چنانچہ مَیں مغرب کے بعد چل کر کریام پہنچا۔ جماعت کو اطلاع کی گئی۔ وہاں سے بھی کچھ دوست ساتھ ہو لئے۔ ہم سب لوگ اسی طرح چل کر پھگواڑہ جو کہ راہوں سے تیس میل کے فاصلے پر تھا وہاں پہنچے، صبح کی نماز پڑھی۔ وہاں سٹیشن پر منشی حبیب الرحمن صاحب مرحوم نے حاجی پور والوں کی طرف سے احباب جماعت کے ٹھہرنے کا انتظام کیا ہوا تھا اور دن کے وقت اُنہی کی طرف سے کھانا آیا۔ جب گاڑی کا وقت آیا اور گاڑی آ کر گزر گئی تو معلوم ہوا کہ روانگی کی تاریخ تبدیل ہوگئی ہے۔ جو اطلاع تھی اُس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہیں لائے بلکہ تاریخ بدل گئی ہے۔ کسی اور دن آئیں گے جس سے ہم کو بہت صدمہ ہوا۔ لکھتے ہیں، یا تو راتوں رات وفورِ محبت کی وجہ سے اتنا لمبا سفر کیا تھا یا یہ حالت ہوئی کہ ایک قدم چلنا بھی دشوار ہوگیا۔ ملنے کا، دیکھنے کا یہ شوق تھا، اُس وجہ سے ہم نے راتوں رات کئی میل کا سفر کیا۔ لیکن اب جب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہیں لا رہے تو پھر پیروں پر جو چھالے پڑے ہوئے تھے وہ بھی یاد آنے لگ گئے۔ صدمہ بھی ہوا اور پھر کہتے ہیں اس صدمے کی وجہ سے واپسی پر ہم پھر یکوں پر، (ٹانگوں پر) واپس چلے گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 3 صفحہ نمبر 227-228 روایت حضرت ملک نیاز محمد صاحبؓ معرفت ملک برکت اللہ صاحبؓ)

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں۔ یہ ان کا احمدیت قبول کرنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں جب آٹھویں جماعت میں طالب علم تھا تو حنفی اور وہابی لوگوں کی یہاں لاہور میں بہت بحث ہوا کرتی تھی۔ مَیں حنفی المذہب تھا۔ مجھے شوق پیدا ہوا کہ وہابیوں کی مسجد میں بھی جاؤں۔ چنانچہ مَیں نے چینیاں والی مسجد میں جانا شروع کیا۔ جب مَیں اُن کی مسجد میں بیٹھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ قال اللہ اور قال الرسول کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ میری طبیعت کا رجحان پھر اہلحدیث کی طرف ہو گیا۔ بعض وقت وہابیوں کی مجلس میں حضرت صاحب کا بھی ذکر آ جایا کرتا تھا کہ وہ کافر ہیں اور ان کا دعویٰ مسیحیت اسلام کے خلاف ہے۔ طبعاً مجھے پھر اس طرف توجہ ہوئی۔ چنانچہ ایک شخص حضرت ولی اللہ صاحب ولد بابا ہدایت اللہ کوچہ چابک سواراں احمدی تھے مَیں اُن کی خدمت میں جانے لگا اور ان سے حضرت صاحب کے متعلق کچھ معلومات حاصل کیں۔ انہوں نے مجھے استخارہ کرنے کے واسطے توجہ دلائی۔ چنانچہ اُن سے مَیں نے طریقِ استخارہ سیکھ کر اور دعائے استخارہ یاد کر کے استخارہ کیا۔ رات کے دو بجے دوسرے روز مَیں ابھی استخارہ کی دعا پڑھ کر سویا ہی تھا کہ رؤیا میں مجھے کسی شخص نے کہا کہ آپ اُٹھ کر دو زانو بیٹھیں کیونکہ آپ کے پاس حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور مجھے بھی زینے سے کسی آدمی کے چڑھنے کی آواز آئی۔ چنانچہ مَیں رویا ہی میں دو زانو بیٹھ گیا۔ اتنے میں مَیں نے دیکھا کہ ایک نہایت سفید لباس میں انسان آیا ہے اور انہوں نے ایک بازو سے حضرت مرزا صاحب کو پکڑ کر میرے سامنے کھڑا کر دیا اور فرمایا: ’’ھٰذَا الرَّجُلُ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا‘‘۔ پھر وہ دوبارہ تشریف لے گئے اور حضرت صاحب میرے پاس کھڑے ہو گئے اور اپنی ایک انگلی اپنی چھاتی پر مار کر پنجابی میں کہا۔ (انہوں نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے پنجابی میں کہا) ’’ایہو ربّ خلیفہ کیتا ایس نوں مہدی جانو‘‘۔ پھر ایک نظم کی رباعی بھی پڑھی لیکن مَیں بھول گیا ہوں۔ اس کا مطلب بھی یہی تھا کہ مَیں مسیح موعود ہوں۔ مَیں پھر بیدار ہو گیا۔ صبح میں بجائے سکول جانے کے قادیان روانہ ہو گیا۔ گاڑی بٹالہ تک تھی اور قریباً شام کے وقت وہاں پہنچتی تھی۔ مَیں بٹالہ کی مسجد میں جو اڈے کے سامنے چھوٹی سی ہے نماز پڑھنے کے لئے گیا۔ مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا کہ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں کا ارادہ ہے؟ مَیں نے کہا لاہور سے آیا ہوں اور قادیان جانے کا ارادہ ہے۔ انہوں نے حضرت صاحب کو بہت گالیاں دیں اور مجھے وہاں جانے سے روکا۔ جب مَیں نے اپنا مصمم ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے مجھے مسجد سے نکال دیا۔ مَیں اڈے میں آ گیا مگر کچھ لوگ اڈے پر بھی میرے پیچھے آئے اور مجھے ہر چند قادیان جانے سے روکا۔ بہت کوشش کی۔ اور کہا کہ اگر تم طالب علم ہو تو ہم تمہیں بڑے میاں کے پاس بٹھا دیں گے اور تمہاری رہائش اور لباس کا بھی انتظام کر دیں گے۔ مگر مَیں نے عرض کیا کہ مَیں پہلے ہی لاہور میں پڑھتا ہوں۔ اس کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ (اس لئے مجھے یہاں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔) مَیں قادیان میں حضرت صاحب کی زیارت کے لئے جارہا

بقیہ صفحہ 15 پر

12 ربیع الاول جشنِ عیدمیلادالنبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

نعتِ رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

مرحبا مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گنگنائیں گے ہم
عید جشنِ ولادت منائیں گے ہم
گھر چراغوں سے اپنے سجائیں گے ہم
اور نغمے درودوں کے گائیں گے ہم
یہ دفیں مدحتوں کی بجائیں گے ہم
یوں محبت نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بڑھائیں گے ہم
ہے عقیدت ہمیں آپ سے کس قدر
نقش آقا پہ چل کے دکھائیں گے ہم
ہے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پہ دل، جان، دولت فدا
اُن کی چاہت میں سب کچھ بھلائیں گے ہم
ذکر و اذکار میں یہ کٹے زندگی
دل میں اُلفت کی شمعیں جلائیں گے ہم
آنچ حرمت پہ آنے نہ دیں گے کبھی
جان و دل مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر لٹائیں گے ہم
اُلفتوں کے کھلائیں گے ہر دل میں پھول
اپنے ہونٹوں پہ نعتیں سجائیں گے ہم
بندگی میں ہی گذرے گی عمرِ رواں
زندگی کو مدینہ بنائیں گے ہم
تیرگی میں سبب ہیں اُجالے کا آپ
نور سے آقا کے فیض پائیں گے ہم
وہ ہی بشریٰ ہیں فرقاں، یٰسین اور طٰہٰ بھی
جگ کو اوصاف اُن کے گنائیں گے ہم

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

اداریہ

استغفار۔ ایک تعویذ، احتیاط اور دوا

ان تکلیف دہ حالات میں سب کیلئے استغفار کی ضرورت ہے

اسلامی اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح اَسۡتَغۡفِرُاللّٰہَ ہے جس کو استغفار اور توبہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد بار مومنوں کو اپنی سابقہ غلطیوں پر توبہ و استغفار کرنے اور آئندہ ایسی غلطیوں کو دہرانے سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰہَ

(البقرہ:200)

یعنی: اور اللہ سے بخشش مانگو۔

وَبِالۡاَسۡحَارِ ھُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ

(الذّاریات:19)

یعنی: اور صبحوں کے وقت بھی وہ استغفار میں لگے رہتے تھے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنی لغزشوں کی بخشش کے لئے استغفار کرنے کی تلقین فرمائی بلکہ مومنوں کے لئے مغفرت طلب کرنے اور ان کے لئے بخشش کی دُعا کرنے کی نصیحت بھی فرمائی۔ جیسے فرمایا:

وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ

(محمد:20)

ترجمہ: اور اپنی لغزش کی بخشش طلب کر۔

پھر فرمایا:

فَاعۡفُ عَنۡھُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَھُمۡ

(آل عمران:160)

ترجمہ: پس ان سے دَرگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر۔

کتب احادیث میں بھی استغفار کی بہت زیادہ فضیلت اور تاکید بیان ہوئی ہے۔ بلکہ اس توبہ و استغفار کو اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حسنِ ظن کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کوئی آدمی جنگل بیابان میں (کھانے پینے سے لدا) گمشدہ اونٹ کے مل جانے پر خوش ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات)

آنحضور ﷺ سابقہ امتوں میں سے مغفرت کا یہ واقعہ بڑے ذوق وشوق سے صحابہؓ کو سُنا کر استغفار کی جہاں تلقین فرمایا کرتے تھے وہاں اپنے خدا کے رحم اور انسانیت سے پیار کے ذکر پر بھی محظوظ ہوتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی نے 99 قتل کئے۔ آخر اس کے دل میں ندامت پیدا ہوئی۔ اس نے ایک بزرگ عالم سے رابطہ کر کے اس گناہ سے توبہ کے بارے میں پوچھا۔ جس نے اسے ایک تارک الدنیا زاہد کے بارہ میں بتایا۔ وہ شخص اس کے پاس آیا اور توبہ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے جواباً کہا کہ اس شخص کی توبہ کیسے قبول ہوسکتی ہے جس نے 99 قتل کئے ہوں۔ اس پر اس شخص نے اس عابد وزاہد کو بھی قتل کر کے اپنی سنچری مکمل کی۔ پھر اسے ندامت ہوئی۔ اسے ایک اور عالم کا پتہ بتایا گیا جس سے اس نے اپنی توبہ بارے سوال کیا۔ اس عالم نے کہا کہ کیوں نہیں توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ تم فلاں ایک بزرگ کے پاس جاؤ۔ وہ عبادت اور خدمتِ دین میں مصروف ہوں گے۔ وہ انسانیت کا قاتل اس بزرگ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ آدھے راستے میں اسے موت نے آلیا۔ تب اس کے بارہ میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے اسے جنت لے جانے کی کوشش کی کہ اس نے توبہ کر لی تھی اور عذاب کے فرشتے یہ کہتے رہے کہ اس نے نیکی کا کوئی کام نہیں کیا۔ یہ کیسے بخشا جاسکتا ہے؟ اس پر ایک فرشتہ انسانی صورت میں نمودار ہوا جسے ان دونوں قسم کے فرشتوں نے اپنا ثالث مقرر کر لیا۔

اس نے دونوں کی باتیں سن کر کہا کہ جدھر سے یہ شخص آرہا تھا اور جدھر جا رہا تھا دونوں فاصلے ناپ لیں۔ اگر طے شدہ فاصلہ زیادہ ہے تو جنت کو فرشتے لے جائیں۔ جب ناپا گیا تو منزل مقصود والا فاصلہ چھوٹا پایا گیا اور رحمت کے فرشتے اسے جنت میں لے گئے۔

(صحیح مسلم،کتاب التوبة باب قبول توبة)

بلکہ ایک روایت میں ہے کہ طے شدہ فاصلہ کم تھا۔فرشتوں نے اسے کھینچ کر لمبا کر دیا کیونکہ یہ شخص توبہ کر چکا تھا اور خدا کو صدقِ دل سے کی گئی توبہ بہت پسند ہے۔

انسان غلطیوں کا پتلا ہے اور روزانہ انجانے میں بیسیوں غلطیاں کر جاتا ہے۔ وہ ان پر توبہ بھی کرتا ہے، استغفار بھی کرتا ہے مگر وہ غلطیاں نہ چاہتے ہوئے بھی دوبارہ سرزد ہو جاتی ہیں۔ مگر خدا غفور رحیم ہے۔ وہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور بار بار کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنی روٹین میں استغفار کو حرزِجان بنانا چاہئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’استغفار کے اصل معانی تو یہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معانی جو اس کے نیچے درجے پر ہیں کہ میرے گناہ کے بدنتائج جو مجھے ملنے ہیں ان سے محفوظ رہوں‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ 685)

پھر فرمایا:

’’روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا۔ یہی وہ امر ہے جس کو قرآن کریم دوسرے لفظوں میں استغفار کے نام سے موسوم کرتا ہے۔‘‘

(نور الحق نمبر 1، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 357)

استغفار کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

میرے نزدیک تو استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔

استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سُبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے۔

استغفار بہت کرو۔ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ 688)

تمام خلفاء استغفار کی طرف احبابِ جماعت کو توجہ دلاتے رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

’’ہر عبادت کے بعد استغفار کا حکم ہے۔ دیکھو بڑی عبادت سجدہ ہے اور سجدہ کے بعد پڑھا جاتا ہے

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ وَعَافِنِیۡ۔ ایسا ہی جب نماز سے فارغ ہو جائیں تو استغفار پڑھتے ہیں۔ اسی طرح بیان فرمایا کہ جب حج کی عبادت ختم ہونے کے قریب آئے تو استغفار پڑھو۔ نبی کریم ﷺ کسی مجلس سے جب اٹھتے تو (70 سے 100 بار) تک استغفار پڑھتے۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 337-338)

اسلامی تعلیمات اور کتب میں استغفار اور توبہ کے فضائل اور برکات اور اہمیت سے متعلق بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے۔ ایک مختصر سے مضمون اور آرٹیکل میں ان سب کا بیان تو بہت مشکل ہے۔ یہاں صرف یہ اشارۃً بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر مضامین کی جو سیریز خاکسار نے شروع کر رکھی ہے اس کے مطابق اَسۡتَغۡفِرُاللّٰہَ کو بھی ایک اسلامی اصطلاح بتا کر بار بار پڑھنے اور اپنی زندگی کا اسے حصّہ بنانے کی طرف ترغیب دلانا مقصود ہوتا ہے۔ بلاشبہ استغفار گناہوں کے مٹانے کا باعث بنتا ہے اور جب گناہ بھسم، بند ہو جائیں تو پھر انسان بے شمار برکات وفیوض کا وارث ٹھہرتا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن و احادیث میں مختلف اذکار کا ذکر ملتا ہے۔ اگر استغفار پڑھا جائے تو کیا دیگر اذکار کو نہ پڑھا جائے؟ یا کم پڑھا جائے؟ اس پر تو کوئی بحث نہیں۔ اسلامی تعلیمات میں بیان تمام اذکار کی اہمیت اپنی اپنی جگہ پر ہے اور اس کی برکات بھی انسان کو ملنے والی ہیں، ان اذکار کو ایسے ہی کہا جاسکتا ہے کہ انسان مختلف خوشبوؤں والے صابن یا لوشن سے نہاتا ہے۔ صاف ستھرے کپڑے پہنتا ہے، پھر ان پر پرفیوم بھی لگا دیتا ہے تو روحانی غسل کے لئے یہ تمام اذکار انسان کو صاف ستھرا بنانے کے لئے ہیں۔

احادیث اور کتب سلفیہ میں استغفار کے لئے مختلف الفاظ مذکور ہیں۔ اس موقع پر ایک ایسا استغفار دیا جا رہا ہے جس کے ساتھ ایسے الفاظ ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں تمام دنیا اور دوسرے میں یہ الفاظ رکھ دیئے جائیں تو یہ پلڑا بھاری ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ فرمایا کرتے تھے:

’’سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ، أَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوۡبُ إِلَیۡہِ۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کو دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ بکثرت کہتے ہیں: سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ، أَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوۡبُ إِلَیۡہِ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ میں جلدی ہی اپنی امت میں ایک نشانی دیکھوں گا اور جب میں اس کو دیکھ لوں تو بکثرت کہوں: سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ، أَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ وَأَتُوۡبُ إِلَیۡہِ تو (وہ نشانی) میں دیکھ چکا ہوں۔ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ ﴿۲﴾ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ﴿۳﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۴﴾

جب اللہ کی نصرت اور فتح آ پہنچے (یعنی فتح مکہ) اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھ لیں تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کریں اور اس سے بخشش طلب کریں بلاشبہ وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔‘‘

(صحیح مسلم)

جون 2012ء میں دورہ امریکہ کے دوران ایک طالبہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پریشانیوں کے ازالہ کے حوالہ سے سوال کیا تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

’’سوسائٹی میں، اپنے گھر میں، اپنے سسرال والوں کے ساتھ اور اپنے ماحول میں جو بھی بے چینیاں اور پریشانیاں پیدا ہوں وہ استغفار کرنے اور لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ پڑھنے سے دور کی جا سکتی ہیں۔‘‘ (الفضل انٹرنیشنل 17 اگست 2012ء)

آج دنیا جس تکلیف دہ، مہلک ومتعدی بیماری (وائرس) سے گزر رہی ہے، لاکھوں کی تعداد میں ہلاکتیں ہوچکی ہیں اور اس کے مستقبل کے بارہ میں کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ ان حالات میں ہم مومنوں کا فرض ہے کہ ہم خود اپنے لئے بھی استغفار کریں، امّت مسلمہ کے لئے بھی استغفار کریں اور دنیا میں بسنے والے دیگر انسانوں کی حفاظت، صحت کے لئے دُعاگو رہیں کیونکہ یہ خدا کا کنبہ ہے اور ہم اس کا حصّہ ہیں۔ ہمیں اللہ کے کنبہ (خاندان) کے ہر فرد کے لئے دعا کرنا اپنے اوپر فرض کر لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دنیا بھر کی انسانیت کو ہر تکلیف اور مصیبت سے محفوظ فرمائے۔ آمین

(ابو سعید)

درثمین احمد۔ جرمنی

قرآن کریم میں استعمال ہونے والی اسلامی اصطلاحات

ہم اپنی روزمرہ زندگی میں جن اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال کرتے ہیں ان کی تفصیل اور قرآن کریم میں ان کا کہاں ذکر ہے اور ان کے مطالب کیا ہیں اس بارے میں افادہ عام کے لئے ان تمام اصطلاحات کو ایک جگہ مضمون کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

تَعَوُّذ

قرآن کریم کی تمام سورتوں کے آغاز میں تعوّذ آیا ہے۔ ''نَعُوْذُ بِاللّٰہ''، یعنی ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں تب پڑھنے کا حکم ہے جب کسی ناپسندیدہ بات کا سامنا ہو۔ اس کے علاوہ جن آیات کریمہ میں یہ پڑھنے کا حکم ہے ان میں سے چند آیات نمونے کے طور پر پیش کی جاتی ہیں:

فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔

(النحل: 99)

پس جب تُو قرآن پڑھے تو دھتکارے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ۔

وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ۔

(الاعراف: 201)

اور اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگ۔ یقیناً وہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

وَاَعُوۡذُ بِکَ رَبِّ اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ۔

(المؤمنون: 99)

اور (اس بات سے) میں تیری پناہ مانگتا ہوں اے میرے ربّ! کہ وہ میرے قریب پھٹکیں۔

وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔

(حٰم السجدۃ: 37)

اور اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی بہکا دینے والی بات پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگ۔ یقیناً وہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہ

قرآن کریم میں لفظ ''بِسۡمِ اللّٰہِ'' سورتوں کے آغاز کے علاوہ سورہ النمل کی آیت 31 میں آیا ہے ''بِسۡمِ اللّٰہِ''، بمعنی اللہ کے نام سے اور اسے ہر کام کے شروع کرتے وقت پڑھا جاتا ہے۔

اِنَّہٗ مِنۡ سُلَیۡمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

(النمل: 31)

یقیناً وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے:

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِنۡ شَآءَ اللّٰہ

قرآن کریم میں لفظ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ بمعنی اگر اللہ نے چاہا پایا جاتا ہے اور اِسے ہر کام کے ارادہ کرنے پر پڑھا جاتا ہے۔ جن آیات میں آیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنۡ لَّنَا مَا ہِیَ ۙ اِنَّ الۡبَقَرَ تَشٰبَہَ عَلَیۡنَا ؕ وَاِنَّاۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ لَمُہۡتَدُوۡنَ۔

(البقرۃ: 71)

انہوں نے کہا اپنے ربّ سے ہماری خاطر دعا کر کہ وہ ہم پر (مزید) واضح کرے کہ وہ کیا ہے؟ یقیناً سب گائیاں ہم پر مشتبہ ہوگئی ہیں۔ اور ہم یقیناً اِن شاءَ اللّٰہ ضرور ہدایت پانے والے ہیں۔

قَالَ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعۡصِیۡ لَکَ اَمۡرًا۔

(الکہف: 70)

اس نے کہا اگر اللہ نے چاہا تو مجھے تُو صبر کرنے والا پائے گا اور میں کسی امر میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ السَّعۡیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ۔

(الصافات: 103)

پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تُو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

قَالَ اِنَّمَا یَاۡتِیۡکُمۡ بِہِ اللّٰہُ اِنۡ شَآءَ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ۔

(ہود: 34)

اس نے کہا یقیناً اللہ ہی اُسے لئے ہوئے تمہارے پاس آئے گا اگر وہ چاہے گا۔ اور تم کبھی (اُسے) عاجز کرنے والے نہیں ہو سکتے۔

قَالَ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ ہٰتَیۡنِ عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنۡ اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا فَمِنۡ عِنۡدِکَ ۚ وَمَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اَشُقَّ عَلَیۡکَ ؕ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ۔

(القصص: 28)

اس نے (موسیٰ سے) کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک تجھ سے بیاہ دوں اس شرط پر کہ تُو آٹھ سال میری خدمت کرے۔ پس اگر تُو دس پورے کر دے تو یہ تیری طرف سے (طوعی طور پر) ہوگا اور میں تجھ پر کسی قسم کی سختی نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ چاہے تو تُو مجھے نیک لوگوں میں سے پائے گا۔

فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلٰی یُوۡسُفَ اٰوٰۤی اِلَیۡہِ اَبَوَیۡہِ وَقَالَ ادۡخُلُوۡا مِصۡرَ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیۡنَ۔

(یوسف: 100)

پس جب وہ یوسف کے سامنے پیش ہوئے تو اس نے اپنے والدین کو اپنے قریب جگہ دی اور کہا کہ اگر اللہ چاہے تو مصر میں امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡمُشۡرِکُوۡنَ نَجَسٌ فَلَا یَقۡرَبُوا الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ بَعۡدَ عَامِہِمۡ ہٰذَا ۚ وَاِنۡ خِفۡتُمۡ عَیۡلَۃً فَسَوۡفَ یُغۡنِیۡکُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖۤ اِنۡ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ۔

(التوبہ: 28)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرکین تو ناپاک ہیں۔ پس وہ اپنے اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکیں۔ اور اگر تمہیں غربت کا خوف ہو تو اللہ تمہیں اپنے فضل کے ساتھ مالدار کر دے گا اگر وہ چاہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوۡلَہُ الرُّءۡیَا بِالۡحَقِّ ۚ لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیۡنَ ۙ مُحَلِّقِیۡنَ رُءُوۡسَکُمۡ وَمُقَصِّرِیۡنَ ۙ لَا تَخَافُوۡنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمۡ تَعۡلَمُوۡا فَجَعَلَ مِنۡ دُوۡنِ ذٰلِکَ فَتۡحًا قَرِیۡبًا۔

(الفتح: 28)

یقیناً اللہ نے اپنے رسول کو (اس کی) رؤیا حق کے ساتھ پوری کر دکھائی کہ اگر اللہ چاہے گا تو تم ضرور بالضرور مسجد حرام میں امن کی حالت میں داخل ہوگے، اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بال کترواتے ہوئے، ایسی حالت میں کہ تم خوف نہیں کروگے۔ پس وہ اس کا علم رکھتا تھا جو تم نہیں جانتے تھے۔ پس اس نے اس کے علاوہ قریب ہی ایک اَور فتح مقدر کر دی ہے۔

سُبۡحَانَ اللّٰہ

بمعنی اللہ پاک ہے۔ اِسے اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی کی تعریف کی جائے۔ سبحان اللہ والی آیات یہ ہیں:

ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُہَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَکَبِّرُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ۔

(الحشر: 24)

وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے (اور) کبریائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

قُلۡ ہٰذِہٖ سَبِیۡلِیۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ ؕ عَلٰی بَصِیۡرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیۡ ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ۔

(یوسف: 109)

تُو کہہ دے کہ یہ میرا راستہ ہے۔ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں بصیرت پر ہوں اور وہ بھی جس نے میری پیروی کی۔ اور پاک ہے اللہ اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔

فَلَمَّا جَآءَہَا نُوۡدِیَ اَنۡۢ بُوۡرِکَ مَنۡ فِی النَّارِ وَمَنۡ حَوۡلَہَا ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

(النمل: 9)

پس جب وہ اس کے پاس آیا تو ندا دی گئی کہ برکت دیا گیا ہے جو اس آگ میں ہے اور وہ بھی جو اس کے ارد گرد ہے۔ اور پاک ہے اللہ تمام جہانوں کا ربّ۔

اَمۡ لَہُمۡ اِلٰہٌ غَیۡرُ اللّٰہِ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ۔

(الطور: 22)

کیا ان کے لئے اللہ کے سوا بھی کوئی معبود ہے؟ پاک ہے اللہ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

وَرَبُّكَ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخۡتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الۡخِيَرَةُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ۔

(القصص: 69)

اور تیرا ربّ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (اُس میں سے) اختیار کرتا ہے۔ اور اُن کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ پاک ہے اللہ اور بہت بلند ہے اُس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنۡ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنۡ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ ۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ۔

(المؤمنون: 92)

اللہ نے کوئی بیٹا نہیں اپنایا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ ایسا ہوتا تو یقیناً ہر معبود اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور ضرور ان میں سے بعض بعض دوسروں پر چڑھائی کرتے۔ پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

لَوۡ كَانَ فِيۡهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ۔

(الانبیاء: 23)

اگر ان دونوں میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتے تو دونوں تباہ ہو جاتے۔ پس پاک ہے اللہ، عرش کا ربّ اُس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ۔

(الروم: 18)

پس اللہ (ہر حال میں) پاک ہے اُس وقت بھی جب تم شام میں داخل ہوتے ہو اور اس وقت بھی جب تم صبح کرتے ہو۔

سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ۔

(الصّٰفّٰت: 160)

پاک ہے اللہ اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

ماشاءاللہ

یعنی جو اللہ چاہے۔ اس کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کسی کے اچھے کام کی تعریف ہو رہی ہو۔ ماشاء اللہ والی آیات یہ ہیں:

وَلَوۡلَاۤ اِذۡ دَخَلۡتَ جَنَّتَكَ قُلۡتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنۡ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنۡكَ مَالًا وَّوَلَدًا۔

(الکہف: 40)

اور جب تُو اپنے باغ میں داخل ہوا تو کیوں تُو نے ماشاء اللہ نہ کہا اور یہ کہ اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت حاصل نہیں۔ اگر تُو مجھے مال اور اولاد کے اعتبار سے اپنے سے کم تر دیکھ رہا ہے۔

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ وَمَا يَخۡفٰى۔

(الاعلیٰ: 8)

سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔ یقیناً وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور اسے بھی جو مخفی ہے۔

قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَلَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ۔

(یونس: 50)

تُو کہہ دے کہ میں تو اپنے نفس کے لئے بھی نہ کسی نقصان کا کوئی اختیار رکھتا ہوں اور نہ نفع کا مگر (اتنا ہی) جو اللہ چاہے۔ ہر قوم کے لئے ایک اَجل مقرر ہے۔ جب ان کی اَجل آ جائے تو نہ وہ ایک لحہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ جَمِيۡعًا ۚ يٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ قَدِ اسۡتَكۡثَرۡتُمۡ مِّنَ الۡاِنۡسِ ۚ وَقَالَ اَوۡلِيٰٓـؤُهُمۡ مِّنَ الۡاِنۡسِ رَبَّنَا اسۡتَمۡتَعَ بَعۡضُنَا بِبَعۡضٍ وَّبَلَغۡنَاۤ اَجَلَنَا الَّذِىۡۤ اَجَّلۡتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثۡوٰٮكُمۡ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيۡمٌ عَلِيۡمٌ۔

(الانعام: 129)

اور (یاد رکھ) وہ دن جب وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا (اور کہے گا) اے جنوں کے گروہ! تم نے عوام الناس کا استحصال کیا۔ اور عوام الناس میں سے ان کے دوست کہیں گے۔ اے ہمارے ربّ! ہم میں سے بعض نے بعض دوسروں سے فائدہ اٹھایا اور ہم اپنی اس مقررہ گھڑی تک آ پہنچے جو تُو نے ہمارے لئے مقرر کی تھی۔ وہ کہے گا تمہارا ٹھکانا آگ ہے (تم) اُس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہو گے سوائے اُس کے جو اللہ چاہے۔ یقیناً تیرا ربّ صاحبِ حکمت (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوۡ كُنۡتُ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ لَاسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَيۡرِ ۖۚ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوۡٓءُ ۚ اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ۔

(الاعراف: 189)

تُو کہہ دے کہ میں اللہ کی مرضی کے سوا اپنے نفس کے لئے (ایک ذرّہ بھر بھی) نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اور اگر میں غیب جاننے والا ہوتا تو یقیناً میں بہت دولت اکٹھی کر سکتا تھا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ لیکن میں تو محض ایک ڈرانے والا اور ایک خوشخبری دینے والا ہوں اُس قوم کے لئے جو ایمان لاتی ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيۡنَ سُعِدُوۡا فَفِى الۡجَـنَّةِ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيۡرَ مَجۡذُوۡذٍ۔

(ہود: 109)

اور وہ لوگ جو خوش نصیب بنائے گئے تو وہ جنت میں ہوں گے۔ وہ اس میں رہنے والے ہیں جب تک کہ آسمان اور زمین باقی ہیں سوائے اس کے جو تیرا ربّ چاہے۔ یہ ایک نہ کاٹی جانے والی جزا کے طور پر ہوگا۔

تَوَکَّلْتُ عَلَى اللّٰہ

یعنی میں اللہ پر توکل کرتا ہوں اور جب طبیعت کے برعکس کوئی Feeling محسوس ہو تب یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ توکّلتُ علی اللہ والی آیات یہ ہیں:

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ۔

(التوبۃ: 129)

پس اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو کہہ دے میرے لئے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور وہی عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔

وَقَالَ يٰبَنِىَّ لَا تَدۡخُلُوۡا مِنۡۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادۡخُلُوۡا مِنۡ اَبۡوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغۡنِىۡ عَنۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ ؕ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ ۚ وَعَلَيۡهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ۔ (یوسف: 68)

اور اس نے کہا اے میرے بیٹو! ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا اور میں تمہیں اللہ (کی تقدیر) سے کچھ بھی بچا نہیں سکتا۔ حکم اللہ ہی کا چلتا ہے۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور پھر چاہئے کہ اسی پر سب توکل کرنے والے توکل کریں۔

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ نُوۡحٍ ۘ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ اِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكُمۡ مَّقَامِىۡ وَتَذۡكِيۡرِىۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ فَاَجۡمِعُوۡۤا اَمۡرَكُمۡ وَشُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ لَا يَكُنۡ اَمۡرُكُمۡ عَلَيۡكُمۡ غُمَّةً ثُمَّ اقۡضُوۡۤا اِلَىَّ وَلَا تُنۡظِرُوۡنِ۔

(یونس: 72)

اور تُو ان پر نوح کی خبر پڑھ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اگر تم پر میرا موقف اور اللہ کے نشانات کے ذریعہ نصیحت کرنا شاق گزرتا ہے تو میں تو اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں۔ پس تم اپنی تمام طاقت اکٹھی کر لو اور اپنے شرکا کو بھی۔ پھر اپنی طاقت پر تمہیں کوئی اشتباہ نہ رہے پھر کر گزرو جو مجھ سے کرنا ہے اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔

وَمَا اخۡتَلَفۡتُمۡ فِيۡهِ مِنۡ شَىۡءٍ فَحُكۡمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّىۡ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ ۖۚ وَاِلَيۡهِ اُنِيۡبُ۔

(الشوریٰ: 11)

اور جس چیز میں بھی تم اختلاف کرو تو اُس کا فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ ہے اللہ جو میرا ربّ ہے۔ اُسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اُسی کی طرف میں جھکتا ہوں۔

اِنِّىۡ تَوَكَّلۡتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّىۡ وَرَبِّكُمۡ ؕ مَا مِنۡ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّىۡ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ۔

(ہود: 57)

یقیناً میں اللہ ہی پر توکّل کرتا ہوں جو میرا ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے۔ کوئی چلنے پھرنے والا جاندار نہیں مگر وہ (اسے) اُس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑے ہوئے ہے۔ یقیناً میرا ربّ صراطِ مستقیم پر (ملتا) ہے۔

قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كُنۡتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّىۡ وَرَزَقَنِىۡ مِنۡهُ رِزۡقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ اُخَالِفَكُمۡ اِلٰى مَاۤ اَنۡهٰٮكُمۡ عَنۡهُ ؕ اِنۡ اُرِيۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ وَمَا تَوۡفِيۡقِىۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ اُنِيۡبُ۔

(ہود: 89)

اس نے کہا اے میری قوم! مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر میں اپنے ربّ کی طرف سے ایک روشن حجت پر قائم ہوں اور وہ مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ رزق عطا کرتا ہے (پھر بھی کیا میں وہی کروں جو تم چاہتے ہو)۔ جبکہ میں کوئی ارادہ نہیں رکھتا کہ جن باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں خود میں وہی کرنے لگ جاؤں۔ میں تو صرف حسبِ توفیق اصلاح چاہتا ہوں۔ اور اللہ کی تائید کے سوا مجھے کوئی مدد حاصل نہیں۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف جھکتا ہوں۔

كَذٰلِكَ اَرۡسَلۡنٰكَ فِىۡۤ اُمَّةٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتۡلُوَا۟ عَلَيۡهِمُ الَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَهُمۡ يَكۡفُرُوۡنَ بِالرَّحۡمٰنِ ؕ قُلۡ هُوَ رَبِّىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ مَتَابِ۔

(الرعد: 31)

اسی طرح ہم نے تجھے ایک ایسی اُمّت میں بھیجا جس سے پہلے کئی اُمتیں گزر چکی تھیں تاکہ تُو اُن پر وہ تلاوت کرے جو ہم نے تیری طرف وحی کیا حالانکہ وہ رحمان کا انکار کر رہے ہیں۔ تو کہہ دے وہ میرا ربّ ہے۔ کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔ اُسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میرا عاجزانہ جھکنا ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ

یعنی ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ یہ الفاظ فوتیدگی یا گمشدگی پر یا کسی نقصان پر بولے جاتے ہیں۔ اسکے بارے میں آیت یہ ہے:

الَّذِيۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔

(البقرہ:157)

اُن لوگوں کو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

بمعنیٰ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔ (یہ اللہ کی تعریف ہے اسے ہر نیکی، خوبی، انعام ملنے پر بھی بولا جاتا ہے) جن آیات میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آیا ہے وہ یہ ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(الفاتحہ:2)

تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَہُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔

(العنکبوت:64)

اور اگر تُو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ نے۔ تُو کہہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے لیکن اکثر اُن میں سے عقل نہیں رکھتے۔

دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(یونس:11)

وہاں ان کا اعلان یہ ہوگا کہ اے (ہمارے) اللہ! تو پاک ہے اور وہاں ان کا خیرسگالی کا کلمہ سلام ہوگا اور اُن کا آخری اعلان یہ ہوگا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰہُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ نُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

(الاعراف:44)

اور ہم اُن کے سینوں سے کینے کھینچ نکالیں گے۔ اُن کے زیرتصرف نہریں بہتی ہوں گی۔ اور وہ کہیں گے کہ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں یہاں پہنچنے کی راہ دکھائی جبکہ ہم کبھی ہدایت نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔ یقیناً ہمارے پاس ہمارے ربّ کے رسول حق کے ساتھ آئے تھے۔ اور انہیں آواز دی جائے گی کہ یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث ٹھہرایا گیا ہے بسبب اُس کے جو تم عمل کرتے تھے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

(لقمان:26)

اور اگر تُو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ نے۔ تُو کہہ دے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے لیکن ان میں سے اکثر علم نہیں رکھتے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا۔

(بنی اسرائیل:112)

اور کہہ کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے کبھی کوئی بیٹا اختیار نہیں کیا اور جس کی بادشاہت میں کبھی کوئی شریک نہیں ہوا اور کبھی اُسے ایسے ساتھی کی ضرورت نہیں پڑی جو (گویا) کمزوری کی حالت میں اُس کا مددگار بنتا۔ اور تُو بڑے زور سے اُس کی بڑائی بیان کیا کر۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

(النمل:16)

اور ہم نے یقیناً داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا کیا تھا۔ اور دونوں نے کہا تمام تعریف اللہ ہی کی ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت بخشی ہے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰى ؕ آللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ۔

(النمل:60)

کہہ دے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور سلام ہو اس کے بندوں پر جنہیں اس نے چن لیا۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جنہیں وہ شریک ٹھہراتے ہیں؟

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔

(النمل:94)

اور کہہ دے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ عنقریب تمہیں اپنے نشانات دکھائے گا۔ پس تم انہیں پہچان لو گے اور تیرا ربّ ہرگز اس سے غافل نہیں جو تم لوگ کرتے ہو۔

فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

(المومنون:29)

پس جب تُو اور وہ جو تیرے ساتھ ہیں کشتی پر قرار پکڑ جائیں تو یہ کہہ کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات بخشی۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ۔

(فاطر:35)

اور وہ کہیں گے کہ تمام تر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہم سے غم دور کیا۔ یقیناً ہمارا ربّ بہت ہی بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ۔

(ابراہیم:40)

سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے بڑھاپے کے باوجود اسماعیل اور اسحاق عطا کئے۔ یقیناً میرا ربّ دعا کو بہت سننے والا ہے۔

وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ۔

(الزمر:75)

اور وہ کہیں گے تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنا وعدہ ہم سے پورا کر دکھایا اور ہمیں (اس موعودہ) ارض کا وارث بنا دیا۔ جنت میں جہاں چاہیں ہم جگہ بنا سکتے ہیں۔ پس عمل کرنے والوں کا اجر کتنا عمدہ ہے۔

وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(الزمر:76)

اور تُو فرشتوں کو دیکھے گا کہ عرش کے ماحول کو گھیرے میں لئے ہوئے ہوں گے۔ وہ اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہوں گے اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔

(الکہف:2)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب اُتاری اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔

هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(المؤمن:66)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

بمعنیٰ تم پر سلامتی ہو۔ اسکے بارے میں بیان ہوتا ہے:

وَ سِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ۔

(الزمر:74)

اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کیا وہ بھی گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جائے جائیں گے حتیٰ کہ جب وہ اس تک پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تب اس کے داروغے ان سے کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ تم بہت عمدہ حالت کو پہنچے۔ پس اس میں ہمیشہ رہنے والے بن کر داخل ہو جاؤ۔

قرآن کریم کی وہ آیات جن میں 'مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ' یا 'مُحَمَّدٌ' (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام مبارک آیا ہے

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۠ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْـًٔا ؕ وَ سَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰكِرِیْنَ۔

(آل عمران:145)

اور محمد نہیں ہے مگر ایک رسول۔ یقیناً اس سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر یہ بھی وفات پا جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو بھی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو وہ ہرگز اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور اللہ یقینا شکرگزاروں کو جزا دے گا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰہُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔

(الاحزاب:41)

محمد تمہارے (جیسے) مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتَم ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ۔

(محمد:3)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا، اور وہی ان کے رب کی طرف سے کامل سچائی ہے، اُن کے عیوب کو وہ دور کر دے گا اور ان کا حال درست کر دے گا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰٮهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰٮةِ ۖ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَـغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔

(الفتح:30)

محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔ تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔ یہ اُن کی مثال ہے جو تورات میں ہے۔ اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اُسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہو جائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو جائے، کاشتکاروں کو خوش کر دے تا کہ ان کی وجہ سے کفار کو غیظ دلائے۔ اللہ نے ان میں سے اُن سے، جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے، مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

ﷺ یا درود شریف پڑھنے کا حکم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

(الاحزاب:57)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

اَسْتَغْفِرُاللّٰه

بمعنی میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ یہ الفاظ اس وقت بولے جاتے ہیں جب ہم میں سے کوئی گناہ سے بچنا چاہے۔

(نیشنل سلیبس سٹیج III صفحہ 97-100)

اسلامی اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح اَسْتَغْفِرُاللّٰہ ہے جس کو استغفار اور توبہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد بار مومنوں کو اپنی سابقہ غلطیوں پر توبہ و استغفار کرنے اور آئندہ ایسی غلطیوں کو دہرانے سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(البقرۃ:200)

پھر تم (بھی) وہاں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں۔ اور اللہ سے بخشش مانگو۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔

(آل عمران:160)

پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تُو تندخو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے دَرگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کرلے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰٮكُمْ۔

(محمد:20)

پس جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی لغزش کی بخشش طلب کر، نیز مومنوں اور مومنات کے لئے بھی۔ اور اللہ تمہارے سفری ٹھکانوں کو بھی خوب جانتا ہے اور مستقل ٹھکانوں کو بھی۔

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔

(الذاریات:19)

اور صبحوں کے وقت بھی وہ استغفار میں لگے رہتے تھے۔

اَللّٰہُ اَکْبَر

بمعنی اللہ سب سے بڑا ہے۔ ارشادِ نبویؐ کے مطابق جب آپ پہاڑی یا اونچائی (Stairs) چڑھ رہے ہوں تو پڑھنا چاہیے۔

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِىَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۔

(العنکبوت:46)

تُو کتاب میں سے، جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے، پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر یقیناً سب (ذکروں) سے بڑا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

سُبْحَانَ اللّٰه

بمعنی اللہ پاک ہے۔ جب پہاڑی یا اونچائی (Stairs) سے اُتر رہے ہوں تو پڑھا جاتا ہے۔

(نیشنل سلیبس صفحہ 113-114)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

بمعنی اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ''توحید تبھی پوری ہوتی ہے کہ کُل مرادوں کا مُعطی اور تمام امراض کا چارہ اور مداوا وہی ذات واحد ہو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے معنی یہی ہیں صوفیوں نے اِلٰہ کے لفظ سے محبوب، مقصود، معبود مراد لی ہے۔ بے شک اصل اور سچ یونہی ہے جب تک انسان کامل طور پر کاربند نہیں ہوتا۔ اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 32 ایڈیشن 2003ء)

توحید باری تعالیٰ کا اظہار قرآن کریم کی متعدد آیات میں ہوا ہے جن میں سے چند ایک نمونے کے طور پر پیش کی جارہی ہیں:

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِىْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۔

(الانبیاء:26)

اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اُس کی طرف وحی کرتے تھے کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ۔

(الصافات:36)

یقیناً وہ ایسے تھے کہ جب انہیں کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ استکبار کرتے تھے۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰٮكُمْ۔

(محمد:20)

پس جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی لغزش کی بخشش طلب کر، نیز مومنوں اور مومنات کے لئے بھی۔ اور اللہ تمہارے سفری ٹھکانوں کو بھی خوب جانتا ہے اور مستقل ٹھکانوں کو بھی۔

آج کی دعا

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

(الاعراف:48)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمیں ظالم لوگوں میں سے نہ بنانا۔

یہ قرآن مجید کی سزا یافتہ قوم میں شامل نہ کئے جانے کی اور اللہ کے قہر سے بچنے کی دعا ہے۔

اس دعا سے پہلے کی آیات میں نیک اعمال کرنے والے جنتیوں کا ذکر ہے۔ اور اس کے بعد دوزخیوں کے ساتھ انکے مکالمہ کا بھی ذکر ہے۔ پھر جنت میں اعلیٰ مقام پر فائز لوگوں کا ذکر ہے کہ جب وہ جہنمیوں کی طرف نظر کریں گے تو وہ اللہ سے مندرجہ بالا دعا کریں گے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

مولانا فضل الرحمٰن ناصر۔ استاذ جامعہ احمدیہ برطانیہ

مسلمانوں میں رائج بعض بابرکت کلمات کا استعمال
(احادیث کی روشنی میں)

موجودہ زمانہ میں اسلامی شعار کو استعمال کرنے کی خاص اہمیت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی بدتر حالت کو بیان کرتے ہوئے اس کی ایک مثال یہ بھی دی کہ اب مسلمانوں میں اسلامی اقدار اور اسلامی شعار کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور مسلمان کی نئی نسل ان اسلامی شعار کو بھولتی چلی جارہی ہے۔ اس بات کی بہت ضرورت ہے کہ ان اسلامی اقدار کو رواج دیا جائے اور اگلی نسلوں کو یہ باتیں سکھلائی جائیں۔ تاکہ روزمرہ استعمال ہونے والے یہ بابرکت الفاظ جو ذکر الٰہی اور دراصل دعا سے بھرے ہوئے ہیں ان کی عام برکت دنیا میں پھیلے۔

اے معزز بزرگان اسلام! مجھے اس بات پر یقین کلی ہے کہ آپ سب صاحبان پہلے سے اپنے ذاتی تجربہ اور عام واقفیت سے ان خرابیوں موجودہ زمانہ پر کہ جن کا بیان کرنا ایک دردانگیز قصہ ہے بخوبی اطلاع رکھتے ہوں گے اور جو جو فساد طبائع میں واقعہ ہو رہے ہیں اور جس طرح پر لوگ بباعث اغوا اور اضلال وسوسہ اندازوں کے بگڑتے جاتے ہیں آپ پر پوشیدہ نہ ہوگا پس یہ سارے نتیجے اسی بات کے ہیں کہ اکثر لوگ دلائل حقیت اسلام سے بے خبر ہیں اور اگر کچھ پڑھے لکھے بھی ہیں تو ایسے مکاتب اور مدارس میں کہ جہاں علوم دینیہ بالکل سکھائے نہیں جاتے اور سارا عمدہ زمانہ ان کے فہم اور ادراک اور تفکر اور تدبر کا اور علوم اور فنون میں کھویا جاتا ہے اور کوچہ دین سے محض ناآشنا رہتے ہیں پس اگر ان کو دلائل حقیت اسلام سے جلد تر باخبر نہ کیا جائے تو آخر کار ایسے لوگ یا تو محض دنیا کے کیڑے ہو جاتے ہیں کہ جن کو دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رہتی اور یا الحاد اور ارتداد کا لباس پہن لیتے ہیں یہ قول میرا محض قیاسی بات نہیں بڑے بڑے شرفاء کے بیٹے میں نے اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں جو بباعث بے خبری دینی کے اصطباغ پائے ہوئے گرجا گھروں میں بیٹھے ہیں اگر فضل عظیم پروردگار کا ناصر اور حامی اسلام کا نہ ہوتا اور وہ بذریعہ پرزور تقریرات اور تحریرات علماء اور فضلاء کے اپنے اس سچے دین کی نگہداشت نہ کرتا تو تھوڑا زمانہ نہ گزرنا پاتا جو دنیا پرست لوگوں کو اتنی خبر بھی نہ رہتی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس ملک میں پیدا ہوئے تھے بالخصوص اس پرآشوب زمانہ میں کہ چاروں طرف خیالات فاسدہ کی کثرت پائی جاتی ہے اگر محققان دین اسلام جو بڑی مردی اور مضبوطی سے ہر یک منکر اور ملحد کے ساتھ مناظرہ اور مباحثہ کر رہے ہیں اپنی اس خدمت اور چاکری سے خاموش رہیں تو تھوڑی ہی مدت میں اس قدر شعار اسلام کا ناپدید ہو جائے کہ بجائے سلام مسنون کے گڈبائی اور گڈمارننگ کی آواز سنی جائے پس ایسے وقت میں دلائل حقیت اسلام کی اشاعت میں بدل مشغول رہنا حقیقت میں اپنی ہی اولاد اور اپنی ہی نسل پر رحم کرنا ہے کیونکہ جب وبا کے ایام میں زہرناک ہوا چلتی ہے تو اس کی تاثیر سے ہر یک کو خطرہ ہوتا ہے۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن حصہ اول صفحہ 8)

’’اس زمانہ میں اسلام کے اکثر امراء کا حال سب سے بدتر ہے وہ گویا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف کھانے پینے اور فسق و فجور کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ دین سے وہ بالکل بے خبر اور تقویٰ سے خالی اور تکبر اور غرور سے بھرے ہوتے ہیں۔ اگر ایک غریب ان کو اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کہے تو اس کے جواب میں وَعَلَیۡکُمُ السَّلَامُ کہنا اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ بلکہ غریب کے منہ سے اس کلمہ کو ایک گستاخی کا کلمہ اور بیباکی کی حرکت خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ پہلے زمانہ کے اسلام کے بڑے بڑے بادشاہ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ میں کوئی اپنی کسرشان نہیں سمجھتے تھے مگر یہ لوگ تو بادشاہ بھی نہیں ہیں۔ پھر بھی بے جا تکبر نے ان کی نظر میں ایسا پیارا کلمہ جو اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ ہے جو سلامت رہنے کے لئے ایک دعا ہے حقیر کرکے دکھایا ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے کہ ہر ایک شعار اسلام کا تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 327)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کو یاد کرتے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار تھا اس کی گہرائی اور وسعت اور حقیقت کو تو کوئی نہیں پا سکتا یہ محبت ایسی تھی کہ چھپائے نہیں چھپتی تھی اور آپ کی ہر حرکت وسکون اور اُٹھنے بیٹھنے سے بے اختیار ظاہر ہوتی، علاوہ فرض نمازوں اور نوافل کے آپ کی زبان سے کسی نہ کسی رنگ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر یوں جاری رہتا جیسے انسان اپنی زندگی کی بقا کے لئے ہر وقت سانس لیتا رہتا ہے ذرا سی اس میں روک پیدا ہو تو تکلیف محسوس کرتا ہے۔ ایسا ہی آپ کو دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ ’’کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَذۡکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحۡیَانِہٖ‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کو یاد کرتے تھے۔

(ترمذی، کتاب الدعوات)

ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر کا آپؐ کا عجیب انداز تھا سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے، نماز پڑھتے ہوئے، کھانا کھاتے ہوئے، پانی پیتے ہوئے، لباس پہنتے، جوتا پہنتے، گھر سے باہر جاتے، گھر کے اندر آتے، کسی نہ کسی انداز میں دعا کے رنگ میں اور برکت کے لئے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے۔ اس کی چند مثالیں اس مضمون میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ

قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے

قرآن کریم کی ہر سورۃ کا آغاز سوائے سورۃ توبہ کے انہیں بابرکت کلمات سے ہوتا ہے۔ نیز سورۃ نمل میں یہ کلمات دو دفعہ استعمال ہوئے ہیں۔ ایک سورۃ کے آغاز میں اور ایک دفعہ اس سورۃ میں جہاں اس خط کا ذکر ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو لکھا۔ اس خط کا آغاز بھی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے ہوا ہے۔ احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جن خطوط کا ذکر ملتا ہے ان کا آغاز بھی انہی بابرکت کلمات سے ہوتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، مِنۡ مُّحَمَّدٍ عَبۡدِ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖۤ اِلٰی ھِرَقۡلَ عَظِیۡمِ الرُّوۡمِ، سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡھُدٰی، اَمَّا بَعۡدُ، فَاِنِّیۡۤ اَدۡعُوۡکَ بِدِعَایَةِ الۡاِسۡلَامِ اَسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ یُؤۡتِکَ اللّٰہُ اَجۡرَکَ مَرَّتَیۡنِ، فَاِنۡ تَوَلَّیۡتَ فَاِنَّ عَلَیۡکَ اِثۡمَ الۡاَرِیۡسِیِّیۡنَ، وَیٰۤاَھۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ اَنۡ لَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡھَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ‘‘

(صحیح بخاری، باب بدء الوحی)

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ خط ہے شاہ روم کے لئے۔ اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے اس کے بعد میں آپ کے سامنے دعوت اسلام پیش کرتا ہوں۔ اگر آپ اسلام لے آئیں گے تو دین و دنیا میں سلامتی نصیب ہوگی۔ اللہ آپ کو دوہرا ثواب دے گا اور اگر آپ میری دعوت سے روگردانی کریں گے تو آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ ہی پر ہوگا۔ اور اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا رب بنائے۔ پھر اگر وہ اہل کتاب اس بات سے منہ پھیرلیں تو مسلمانو! تم ان سے کہہ دو کہ تم مانو یا نہ مانو ہم تو ایک اللہ کے اطاعت گزار ہیں۔

کھانا کھانے یا کوئی چیز پیتے ہوئے بِسۡمِ اللّٰہِ۔۔۔ پڑھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھاتے یا کوئی مشروب پیتے ہوئے بھی بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھنے کا ارشاد فرمایا جیسے کہ احادیث میں یہ ذکر ہے کہ

عَنۡ عَائِشَةَ، قَالَتۡ: کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَاۡکُلُ طَعَامًا فِیۡ سِتَّةِ نَفَرٍ مِّنۡ اَصۡحَابِہٖ، فَجَآءَ اَعۡرَابِیٌّ فَاَکَلَہٗ بِلُقۡمَتَیۡنِ، فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ’’اَمَا اَنَّہٗ لَوۡ کَانَ قَالَ: بِسۡمِ اللّٰہِ لَکَفَاکُمۡ، فَاِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمۡ طَعَامًا، فَلۡیَقُلۡ: بِسۡمِ اللّٰہِ، فَاِنۡ نَّسِیَ اَنۡ یَّقُوۡلَ: بِسۡمِ اللّٰہِ فِیۡۤ اَوَّلِہٖ، فَلۡیَقُلۡ: بِسۡمِ اللّٰہِ فِیۡۤ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ‘‘

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ)

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا، اور اس نے اسے دو لقموں میں کھا لیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’سنو، اگر یہ شخص بِسۡمِ اللّٰہِ کہہ لیتا، تو یہی کھانا تم سب کے لیے کافی ہوتا، لہٰذا تم میں سے جب کوئی کھانا کھائے تو چاہیئے کہ وہ بِسۡمِ اللّٰہِ کہے، اگر وہ شروع میں بِسۡمِ اللّٰہِ کہنا بھول جائے تو یوں کہے: بِسۡمِ اللّٰہِ فِیۡۤ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ

اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی ذکر ہے۔

”عَنْ عُمَرَبْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ، أَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ طَعَامٌ قَالَ: ” اُدْنُ يَا بُنَيَّ وَسَمِّ اللّٰہَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ“

(سنن ترمذی، کتاب الاطعمہ)

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ کے پاس کھانا رکھا تھا، آپ نے فرمایا: ”بیٹے! قریب ہو جاؤ، بسم اللہ پڑھو اور اپنے داہنے ہاتھ سے اور جو تمہارے قریب ہے اسے کھاؤ۔

وضو کرتے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرنے کے وقت بھی بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَيْهِ (جامع ترمذی، کتاب الطہارہ)

جو بِسْمِ اللّٰہِ کر کے وضو شروع نہ کرے اس کا وضو نہیں ہوتا

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا

یعنی اگر اللہ نے چاہا اور اِسے ہر کام کے ارادہ کرنے پر پڑھا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ: إِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَلَهٗ ثُنْيَاهُ۔“

(سنن ابن ماجہ، باب الکفارات)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قسم کھائی اور اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کہا، تو اس کا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کہنا اسے فائدہ دے گا۔

اسی طرح حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ بَنِيْ سَالِمٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: ” إِنِّيْ أَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَإِنَّ السُّيُوْلَ تَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِيْ، فَلَوَدِدْتُّ أَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا حَتّٰى أَتَّخِذَهٗ مَسْجِدًا، فَقَالَ: أَفْعَلُ إِنْ شَآءَ اللّٰہُ، فَغَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ مَّعَهٗ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى، قَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟ فَأَشَارَ إِلَيْهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِيْ أَحَبَّ أَنْ يُّصَلِّيَ فِيْهِ، فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ، ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ“۔

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنی قوم بنی سالم کی امامت کیا کرتا تھا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میری آنکھ خراب ہوگئی ہے اور (برسات میں) پانی سے بھرے ہوئے نالے میرے اور میری قوم کی مسجد کے بیچ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے مکان پر تشریف لاکر کسی ایک جگہ نماز ادا فرمائیں تا کہ میں اسے اپنی نماز کے لیے مقرر کرلوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ میں تمہاری خواہش پوری کروں گا صبح کو جب دن چڑھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت چاہی اور میں نے دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے نہیں بلکہ پوچھا کہ گھر کے کس حصہ میں نماز پڑھوانا چاہتے ہو۔ ایک جگہ کی طرف جسے میں نے نماز پڑھنے کے لیے پسند کیا تھا۔ اشارہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بنائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی پھیرا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ یعنی اللہ پاک ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ” كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِيْمِ۔“

(صحیح بخاری، کتاب التوحید)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن اعمال کے ترازو میں بہت بھاری اور باوزن ہوں گے، وہ کلمات مبارکہ یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِيْمِ۔“

اس کے علاوہ بھی متعدد مواقع پر سُبْحَانَ اللّٰہِ بولا جاتا ہے۔ چند ایک کا حدیث میں اس طرح ذکر ہے۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا، قَالَ: ”كُنَّآ إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا“

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے، تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور جب کسی نشیب میں اترتے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتے تھے۔

اسی طرح باجماعت نماز کے دوران کوئی غیرمعمولی بات ہوجائے تو امام الصلوٰۃ کو توجہ دلانے کے لئے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ، ”أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهٗ أَنَّ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِيْ أُنَاسٍ مَّعَهٗ، فَحُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلَاةُ، فَجَآءَ بِلَالٌ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ فَقَالَ: يَآ أَبَا بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلَاةُ، فَهَلْ لَّكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ، فَأَقَامَ بِلَالٌ وَّتَقَدَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ فَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيْقِ، وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلَاتِهٖ، فَلَمَّآ أَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُهٗ أَنْ يُّصَلِّيَ فَرَفَعَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰہَ، وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآءَهٗ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ، فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: يَآ أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِيْنَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ أَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيْقِ إِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ، مَنْ نَّابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَإِنَّهٗ لَا يَسْمَعُهٗٓ أَحَدٌ حِيْنَ يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰہِ، إِلَّا الْتَفَتَ يَآ أَبَا بَكْرٍ، مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ حِيْنَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ؟ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ: مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لِابْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ أَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ)

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں باہم کوئی جھگڑا پیدا ہوگیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ صلح کروانے کے لئے وہاں تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مشغول ہی تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ اس لیے بلال رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک تشریف نہیں لائے۔ ادھر نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ کیا آپ لوگوں کی امامت کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اگر تم چاہو۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر تکبیر تحریمہ کہی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صفوں سے گزرتے ہوئے پہلی صف میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرنے کے لیے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف دھیان نہیں دیا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو آپ متوجہ ہوئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے انہیں نماز پڑھاتے رہنے کے لیے کہا، اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور الٹے پاؤں پیچھے کی طرف آ کر صف میں کھڑے ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! نماز میں کوئی ایک امر پیش آنے پر تم تالیاں کیوں مارنے لگے تھے، یہ تالیاں مارنا تو عورتوں کا کام ہے۔ جس کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے کیونکہ جب بھی کوئی سُبْحَانَ اللّٰہِ سنے گا وہ ادھر خیال کرے گا اور اے ابوبکر! میرے اشارے کے باوجود تم لوگوں کو نماز کیوں نہیں پڑھاتے رہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بھلا ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھائے۔

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِيْ ذُكِرَ، وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا، فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ: أَشِيْرُوْا عَلَيَّ فِيْ أُنَاسٍ أَبَنُوْٓا أَهْلِيْ، وَايْمُ اللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ، وَأَبَنُوْهُمْ بِمَنْ وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَا دَخَلَ بَيْتِيْ قَطُّ، إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَّلَا غِبْتُ فِيْ سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِيَ، وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهٖ وَفِيْهِ، وَلَقَدْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِيْ، فَسَأَلَ جَارِيَتِيْ، فَقَالَتْ: وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّآ أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰى تَدْخُلَ الشَّاةُ، فَتَأْكُلَ عَجِيْنَهَا، أَوْ قَالَتْ: خَمِيْرَهَا، شَكَّ هِشَامٌ فَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهٖ، فَقَالَ اصْدُقِيْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰٓى أَسْقَطُوْا لَهَا بِهٖ، فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَاللّٰہِ

مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَآ إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّآئِغُ عَلٰى تِبْرِ الذَّهَبِ الْاَحْمَرِ، وَقَدْ بَلَغَ الْاَمْرُ ذَالِكَ الرَّجُلَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهٗ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ عَنْ كَنَفِ أُنْثٰى قَطُّ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقُتِلَ شَهِيْدًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفِيْهِ أَيْضًا مِّنَ الزِّيَادَةِ، وَكَانَ الَّذِيْنَ تَكَلَّمُوْا بِهٖ مِسْطَحٌ وَّحَمْنَةُ وَحَسَّانُ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ، فَهُوَ الَّذِىْ كَانَ يَسْتَوْشِيْهِ وَيَجْمَعُهٗ وَهُوَ الَّذِىْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ وَحَمْنَةُ"

(صحیح مسلم، کتاب التوبہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ: جب لوگوں نے میری نسبت بیان کیا جو بیان کیا اور مجھے خبر نہ ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور تشہد پڑھا اللہ کی تعریف کی اور اس کی صفت بیان کی جیسی اس کے لائق ہے پھر کہا: امابعد! مشورہ دو مجھ کو ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے تہمت لگائی میرے گھر والوں کو، اللہ کی قسم! میں تو اپنی گھر والی پر کوئی برائی کبھی نہیں جانی اور جس شخص سے انہوں نے تہمت لگائی اس کی بھی کوئی برائی میں نے کبھی نہیں دیکھی اور نہ وہ کبھی میرے گھر میں آیا مگر اسی وقت جب میں موجود تھا اور جب میں سفر میں گیا وہ بھی میرے ساتھ گیا اور بیان کیا سارا قصہ حدیث کا اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں آئے اور میری خادمہ سے حال پوچھا: اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے عائشہ کا کوئی عیب نہیں دیکھا البتہ یہ عیب تو ہے کہ وہ سو جاتی ہیں پھر بکری آتی ہے اور ان کا آٹا کھا لیتی ہے یا خمیر کھا لیتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے اسے جھڑکا اور کہا سچ کہہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں تک کہ صاف کہہ دیا اس سے یہ واقعہ تہمت کا یا سخت سست کہا اس کو وہ کہنے لگی: سُبْحَانَ اللّٰهِ، اللہ کی قسم! میں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایسا جانتی ہوں جیسے سنار خالص سرخ سونے کی ڈلی کو جانتا ہے یعنی بے عیب یہ خبر اس مرد کو پہنچی جس سے تہمت کرتے تھے۔ وہ بولا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، اللہ کی قسم! میں نے کسی عورت کا کپڑا کبھی نہیں کھولا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ مرد اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔ اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تہمت کرنے والوں میں مسطح تھا اور حمنہ تھی اور حسان تھا اور منافق عبداللہ بن ابی وہ تو کھود کھود کر اس بات کو نکالتا پھر اس کو اکٹھا کرتا اور وہی بانی مبانی تھا اور حمنہ بنت جحش۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اچھی اور پسندیدہ خبر ملنے پر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: "أَرَأَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِىْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، أَوْ فِىْ اٰخِرِهٖ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِىْٓ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِىْٓ اٰخِرِهٖ، قُلْتُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ فِى الْاَمْرِ سَعَةً، قُلْتُ: أَرَأَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، أَمْ فِىْٓ اٰخِرِهٖ؟ قَالَتْ: رُبَّمَآ أَوْتَرَ فِىْٓ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَرُبَّمَآ أَوْتَرَ فِىْٓ اٰخِرِهٖ، قُلْتُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ فِى الْاَمْرِ سَعَةً، قُلْتُ: أَرَأَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقُرْاٰنِ، أَمْ يَخْفُتُ بِهٖ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا جَهَرَ بِهٖ، وَرُبَّمَا خَفَتَ، قُلْتُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ فِى الْاَمْرِ سَعَةً"

(سنن ابی داؤد، کتاب الطہارہ)

عضیف بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے پہلے حصہ میں غسل جنابت کرتے ہوئے دیکھا ہے یا آخری حصہ میں؟ کہا: کبھی آپ رات کے پہلے حصہ میں غسل فرماتے، کبھی آخری حصہ میں، میں نے کہا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ شکر ہے اس اللہ کا جس نے اس معاملہ میں وسعت رکھی ہے۔ پھر میں نے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے پہلے حصہ میں وتر پڑھتے دیکھا ہے یا آخری حصہ میں؟ کہا: کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے پہلے حصہ میں پڑھتے تھے اور کبھی آخری حصہ میں، میں نے کہا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اس اللہ کا شکر ہے جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی ہے۔ پھر میں نے پوچھا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن زور سے پڑھتے دیکھا ہے یا آہستہ سے؟ کہا: کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم زور سے پڑھتے اور کبھی آہستہ سے، میں نے کہا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اس اللہ کا شکر ہے جس نے اس امر میں وسعت رکھی ہے۔

أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "اِسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَآ أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَآئِنِ، وَمَاذَآ أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ، مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَرِ يُرِيْدُ بِهٖٓ أَزْوَاجَهٗ حَتّٰى يُصَلِّيْنَ، رُبَّ كَاسِيَةٍ فِى الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِى الْاٰخِرَةِ"، وَقَالَ ابْنُ أَبِىْ ثَوْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَّقْتَ نِسَآءَكَ۔ قَالَ: "لَا"۔ قُلْتُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ"

(بخاری، کتاب الادب)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (رات میں) بیدار ہوئے اور فرمایا "سُبْحَانَ اللّٰهِ! اللہ کی رحمت کے کتنے خزانے آج نازل کئے گئے ہیں اور کس طرح کے فتنے بھی اتارے گئے ہیں۔ کون ہے! جو ان حجرہ والیوں کو جگائے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ازواج مطہرات سے تھی تاکہ وہ نماز پڑھ لیں کیونکہ بہت سی دنیا میں کپڑے پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔ اور ابن ابی ثور نے بیان کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کیا آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ!۔

بلندی پر چڑھتے ہوئے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور اترتے ہوئے بھی سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا"

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے، تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے اور جب کسی نشیب میں اترتے تو سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتے تھے۔

جَزَاكُمُ اللّٰهُ کہنا

بھلائی کرنے والے کے شکریہ کے طور پر جزاکم اللہ خیرا کہنا۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِى الثَّنَآءِ"

(ترمذی، کتاب البر والصلہ)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے سے (جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا) اللہ تعالیٰ تم کو بہتر بدلا دے کہا، اس نے اس کی پوری پوری تعریف کر دی"

سہولت کا سبب بننے والے کو جَزَاكُمُ اللّٰهُ کہنا جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، "أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا، فَوَجَدَهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَصَلَّوْا، فَشَكَوْا ذَالِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ"، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لِّعَائِشَةَ: جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا، فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهٗٓ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ذَالِكِ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ خَيْرًا

(صحیح بخاری، کتاب التیمّم)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار مانگ کر پہن لیا تھا، وہ گم ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اس کی تلاش کے لیے بھیجا، جسے وہ مل گیا۔ پھر نماز کا وقت آ پہنچا اور لوگوں کے پاس (جو ہار کی تلاش میں گئے تھے) پانی نہیں تھا۔ لوگوں نے نماز پڑھ لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق شکایت کی۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری جسے سن کر اسید بن حضیر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا آپ کو اللہ بہترین بدلہ دے۔ واللہ جب بھی آپ کے ساتھ کوئی ایسی بات پیش آئی جس سے آپ کو تکلیف ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے اس میں خیر پیدا فرما دی۔

ذکر خیر کرنے والے کو جَزَاكُمُ اللّٰهُ کہنا

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد (خنجر سے) زخمی ہوئے، میں ان کے پاس گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف بیان کرنے لگے اور کہا:

"جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا" اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "رَاغِبٌ وَّرَاهِبٌ......" مجھے اللہ تعالیٰ سے امید بھی ہے اور میں خوف زدہ بھی ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارة باب الاستخلاف و ترکہ)

فروخت کرنے والے کا قیمت کی پوری ادائیگی پر جَزَاكُمُ اللّٰهُ کہنا

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ایک طویل حدیث بیان کرتی ہیں جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے کھجوروں کے بدلے میں اونٹ خریدے۔ گھر میں کھجوریں دستیاب نہ ہوئیں، اعرابی کو بتایا تو وہ دھوکے کا واویلا کرنے لگا۔ اس پر آپ ﷺ نے سیدہ خولہ بنت حکیم

رضی اللہ عنہا سے کھجوروں کا پوچھ کر اعرابی کو ان کے پاس بھیجا۔ بعد میں جب اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو کہنے لگا: ’’جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَوْفَيْتَ وَأَطْيَبْتَ‘‘۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے، آپ نے پورا پورا اور خوب عمدہ ادا کر دیا۔

(مسند احمد 6/ 268- 269)

احسان کرنے والے کو جَزَاكُمُ اللّٰهُ کہنا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جَزَاكُمُ اللّٰهُ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ خَيْرًا وَلَا سِيَّمَا آلَ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَسَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ۔

(السنن الکبریٰ للنسائی، 7/361 رقم الحدیث 8223)

یعنی اے انصار! اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ خاص طور پر آل عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے کو سلام کہنے کی بہت تاکید فرمائی اور آپ کے صحابہ بھی اس کا بہت اہتمام کرتے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، ’’أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ‘‘

(سنن ابوداؤد، ابواب السلام)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اسلام کا کون سا طریقہ بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’کھانا کھلانا اور ہر ایک کو سلام کرنا، تم چاہے اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔‘‘

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’’وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا، أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ، أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ‘‘۔

(سنن ابوداؤد، ابواب السلام)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ تم جنت میں نہ جاؤ گے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ، اور تم کامل مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ رکھنے لگو۔ کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرنے لگو گے تو تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے۔ آپس میں سلام کو عام کرو‘‘۔

پھر ایک حدیث میں ہے:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: ’’جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ: عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ: ثَلَاثُوْنَ‘‘

(سنن ابوداؤد، ابواب السلام)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے ’’اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ‘‘ کہا، آپ نے اسے سلام کا جواب دیا، پھر وہ بیٹھ گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اس کو دس نیکیاں ملیں‘‘ پھر ایک اور شخص آیا، اس نے ’’اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ‘‘ کہا، آپ نے اسے جواب دیا، پھر وہ شخص بھی بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: ’’اس کو بیس نیکیاں ملیں‘‘ پھر ایک اور شخص آیا اس نے ’’اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ‘‘ کہا، آپ نے اسے بھی جواب دیا، پھر وہ بھی بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: ’’اسے تیس نیکیاں ملیں‘‘۔

تین دفعہ سلام کرنا

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ ’’إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا‘‘۔

(بخاری، کتاب الاستئذان)

انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی (مجمع میں زیادہ لوگوں) کو سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے اور جب کوئی بات کرتے تو (سمجھانے کے لئے) تین دفعہ بات کرتے۔

مَرْحَبًا (خوش آمدید) کہنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والوں سے محبت کے اظہار کے لئے مَرْحَبًا فرماتے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ مَرْحَبًا بِابْنَتِي وَقَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تھا ’’مَرْحَبًا میری بیٹی‘‘ اور ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’مَرْحَبًا، ام ہانی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ’’مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِيْنَ جَاءُوْا غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى‘‘ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُضَرُ، وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا فَقَالَ: ’’أَرْبَعٌ وَأَرْبَعٌ: أَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ وَأَعْطُوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَلَا تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ‘‘

(صحیح بخاری، کتاب الادب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرحبا ان لوگوں کو جو تشریف لائے۔ نہ ان کی تحقیر ہو گی اور نہ وہ شرمندہ ہوں گے یعنی ان کو ہمارے ہاں عزت ملے گی۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم قبیلہ ربیع کی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں اور چونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر لوگ حائل ہیں اس لیے ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں ہی میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ آپ ہم کو ایسی بات بتا دیں جس پر عمل کرنے سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور جو لوگ نہیں آ سکے ہیں انہیں بھی اس کی دعوت پہنچائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چار چیزیں ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال کو ادا کرو اور دباء، حنتم، نقیر اور مزفت میں نہ پیو۔ (یعنی شراب اور شراب بنانے کے لئے استعمال ہونے والے برتن استعمال نہ کرو)

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا

کسی مصیبت یا تکلیف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهَا، أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: ’’مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِمُصِيْبَةٍ، فَيَفْزَعُ إِلٰى مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ مِنْ قَوْلِهِ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِيْ فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا وَعُضْنِيْ مِنْهَا، إِلَّا آجَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا وَعَاضَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا‘‘، قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ سَلَمَةَ، ذَكَرْتُ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِيْ هٰذِهٖ فَأْجُرْنِيْ عَلَيْهَا فَإِذَا أَرَدْتُّ أَنْ أَقُوْلَ: وَعِضْنِيْ خَيْرًا مِّنْهَا، قُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ: أُعَاضُ خَيْرًا مِّنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، ثُمَّ قُلْتُهَا، فَعَاضَنِيَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآجَرَنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ‘‘

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز)

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ’’جس مسلمان کو کوئی مصیبت پیش آئے، تو وہ گھبرا کر اللہ کے فرمان کے مطابق یہ دعا پڑھے: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِيْ فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا وَعُضْنِيْ مِنْهَا إِلَّا آجَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا وَعَاضَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا ہم اللہ ہی کی ملک ہیں اور اسی کی جانب لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! میں نے تجھی سے اپنی مصیبت کا ثواب طلب کیا، تو مجھے اس میں اجر دے، اور مجھے اس کا بدلہ دے‘‘ جب یہ دعا پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا، اور اس سے بہتر اس کا بدلہ عنایت کرے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب میرے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا، تو مجھے وہ حدیث یاد آئی، جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر مجھ سے بیان کی تھی، چنانچہ میں نے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِيْ هٰذِهٖ فَأْجُرْنِيْ عَلَيْهَا فَإِذَا أَرَدْتُّ أَنْ أَقُوْلَ: وَعِضْنِيْ خَيْرًا مِّنْهَا ’’مجھے اس سے بہتر بدلا دے‘‘ کہنے کا ارادہ کیا تو دل میں سوچا: کیا مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر بدلہ دیا جا سکتا ہے؟ پھر میں نے یہ جملہ کہا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بدلہ میں دے دیا اور میری مصیبت کا بہترین اجر مجھے عنایت فرمایا۔

اسی طرح جب مکہ والوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس غمناک خبر سننے پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَخْرَجُوْا نَبِيَّهُمْ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ لَيَهْلِكُنَّ فَنَزَلَتْ:

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ۔ فَعَرَفْتُ أَنَّهٗ سَيَكُوْنُ قِتَالٌ"، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَهِيَ أَوَّلُ اٰيَةٍ نَّزَلَتْ فِي الْقِتَالِ"

(سنن نسائی، کتاب الجہاد باب وجوب الجہاد)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے نکالے گئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: انہوں نے اپنے نبی کو نکال دیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ یہ لوگ ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی "اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ" جن مسلمانوں سے کافر جنگ کر رہے ہیں، انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ بھی مظلوم ہیں۔ بیشک ان کی مدد پر اللہ قادر ہے"۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ اب جنگ ہو گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: "یہ پہلی آیت ہے جو جنگ کے بارے میں اتری ہے"۔

بعض مسلمانوں کی حالت بگڑنے پر اِنَّا لِلّٰهِ پڑھنا

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى قَاصٍّ يَّقْرَأُ، ثُمَّ سَأَلَ فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَإِنَّهٗ سَيَجِيْءُ أَقْوَامٌ يَّقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَسْأَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ"

(سنن ترمذی، کتاب فضائل القرآن)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے جو قرآن پڑھ رہا تھا قرآن پڑھ کر وہ مانگنے لگا۔ تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا، پھر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے جو قرآن پڑھے تو اسے اللہ ہی سے مانگنا چاہیئے۔ کیونکہ عنقریب کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو قرآن پڑھ پڑھ کر لوگوں سے مانگیں گے۔

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَابِ بَيْتِهٖٓ أَوْ مِنْ بَابِ دَارِهٖ كَانَ مَعَهٗ مَلَكَانِ مُوَكَّلَانِ بِهٖ فَإِذَا قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ قَالَا: هُدِيْتَ وَإِذَا قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ قَالَا: وُقِيْتَ وَإِذَا قَالَ: تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ قَالَا: كُفِيْتَ قَالَ: فَيَلْقَاهُ قَرِيْنَاهُ فَيَقُوْلَانِ: مَاذَا تُرِيْدَانِ مِنْ رَّجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب آدمی اپنے گھر یا اپنے مکان کے دروازے سے باہر نکلتا ہے، تو اس کے ساتھ دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں، جب وہ بِسْمِ اللّٰهِ کہتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں: تو نے سیدھی راہ اختیار کی، اور جب وہ آدمی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہتا ہے تو وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اب تُو ہر آفت سے محفوظ ہے اور جب آدمی تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ کہتا ہے، تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ اب تجھے کسی اور کی مدد کی حاجت نہیں، اس کے بعد اس شخص کے دونوں شیطان جو اس کے ساتھ رہتے ہیں وہ اس سے ملتے ہیں تو یہ فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ اب تم اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو جس نے سیدھا راستہ اختیار کیا، تمام آفات و مصائب سے محفوظ ہو گیا، اور اللہ کی مدد کے علاوہ دوسرے کی مدد سے بے نیاز ہو گیا اور ہر ایک آفت و مصیبت سے بچا لیا گیا۔

إِنْ شَآءَ اللّٰهُ کہنا

کسی کام کا ارادہ کرتے ہوئے إِنْ شَآءَ اللّٰهُ کہنا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ أَسْتَحْمِلُهٗ، فَقَالَ: "وَاللّٰهِ لَآ أَحْمِلُكُمْ مَّا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ"، ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَآءَ اللّٰهُ، فَأُتِيَ بِإِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا، قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: لَا يُبَارِكُ اللّٰهُ لَنَا، أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهٗ، فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا فَحَمَلَنَا، فَقَالَ أَبُوْمُوْسٰى: فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْنَا ذَالِكَ لَهٗ، فَقَالَ: "مَآ أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ، إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَآ أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ، فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَآ إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَأَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ"

(صحیح بخاری، کتاب الکفارات)

یعنی میں رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ اشعر کے چند لوگوں کے ساتھ حاضر ہوا اور آپ سے سواری کے لیے جانور مانگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں تمہیں سواری کے جانور نہیں دے سکتا۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم ٹھہرے رہے اور جب کچھ اونٹ آئے تو تین اونٹ ہمیں دیئے جانے کا حکم فرمایا۔ جب ہم انہیں لے کر چلے تو ہم میں سے بعض نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہمیں اللہ اس میں برکت نہیں دے گا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری کے جانور مانگنے آئے تھے تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ ہمیں سواری کے جانور نہیں دے سکتے اور آپ نے عنایت فرمائے ہیں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے لیے جانور کا انتظام نہیں کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اللہ قسم! اگر اللہ نے چاہا تو جب بھی میں کوئی قسم کھالوں گا اور پھر اس کے سوا اور چیز میں اچھائی ہو گی تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور وہی کام کروں گا جس میں اچھائی ہو گی۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے استغفار کرنے اور اس کی تلقین کرنے کا بے شمار دفعہ احادیث میں ذکر ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ؟ فَقَالَ: "خَبَّرَنِيْ رَبِّيْٓ أَنِّيْ سَأَرٰى عَلَامَةً فِيْٓ أُمَّتِيْ، فَإِذَا رَأَيْتُهَآ أَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ، فَقَدْ رَأَيْتُهَا إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ، فَتْحُ مَكَّةَ، وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا" (سورۃ النصر)

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ فرماتے تھے: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ" کہتی ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ" زیادہ کہتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ سے میرے رب نے بیان کیا کہ تو اپنی امت میں ایک نشانی دیکھے گا۔ پھر جب اس نشانی کو دیکھتا ہوں تو تسبیح کہتا ہوں یعنی "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ (کہتا ہوں۔ وہ نشانی یہ ہے) إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔ یعنی اللہ کی مدد آ گئی اور مکہ فتح ہو گیا اور لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق شریک ہونے لگے، تو اللہ کی تعریف کر، پاکی بول اور بخشش مانگ اس سے، وہ بخشنے والا ہے۔

عَنْ أَبِيْٓ أُمَيَّةَ الْمَخْزُوْمِيِّ، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَّلَمْ يُوْجَدْ مَعَهٗ مَتَاعٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَآ إِخَالُكَ سَرَقْتَ، قَالَ: بَلٰى، فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَأَمَرَ بِهٖ فَقُطِعَ وَجِيْٓءَ بِهٖ، فَقَالَ: إِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ ثَلَاثًا"

(ابو داؤد، کتاب الحدود)

یعنی: حضرت ابو امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا جس نے چوری کا اعتراف کر لیا تھا، لیکن اس کے پاس کوئی سامان نہیں پایا گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "میں نہیں سمجھتا کہ تم نے چوری کی ہے" اس نے کہا: کیوں نہیں، ضرور چرایا ہے، اسی طرح اس نے آپ سے دو یا تین بار دہرایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حد جاری کرنے کا حکم فرمایا، تو اس کا ہاتھ کاٹ لیا گیا، اور اسے لایا گیا، تو آپ نے فرمایا: "اللہ سے مغفرت طلب کرو، اور اس سے توبہ کرو" اس نے کہا: میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اور اس سے توبہ کرتا ہوں، تو آپ نے تین بار فرمایا: "اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما"۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ"

(ترمذی، کتاب الدعوات)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کثرت سے پڑھا کرو، کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ قَالَ: "بِسْمِ اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اَلتُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اَلتُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ "اللہ کے نام سے (میں نکل رہا ہوں) گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت، اللہ تعالیٰ کی مدد اور قوت کے بغیر ممکن نہیں، اللہ ہی پر بھروسہ ہے۔

عائشہ چودھری۔جرمنی

اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال

از ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام تحریرات ایک ایسی مالا کی طرح ہیں جس کا ہر موتی انتہائی قیمتی اور انمول ہے۔ ادارہ الفضل آن لائن نے 12 ربیع الاوّل کے موقع پر بعنوان ’’اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال‘‘ کے عنوان سے ایک خصوصی شمارہ کے اجراء کا ارادہ کیا ہے۔ تو اس سلسلہ میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملفوظات میں سے کچھ ایسے انمول موتی چُن کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ اسلامی اصطلاحات ہمارے لئے راہ ہدایت ہیں اور خدا تعالیٰ ہمیں ان ارشادات کو اپنی روز مرہ زندگی میں لاگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اسم اعظم اللہ

فرمایا: خدا تعالیٰ کا ایک ذاتی اسم ہے جو تمام صفاتِ کاملہ کا متجمع ہے۔ کہتے ہیں کہ اسم اعظم یہی ہے۔

(ملفوظات جلد 1صفحہ 101 ایڈیشن 1984ء)

*ایک شخص کا سوال حضرت اقدس کی خدمت میں پیش ہوا کہ قرآن شریف میں اسم اعظم کون سا لفظ ہے؟

فرمایا: اسم اعظم اللہ ہے۔

(ملفوظات جلد 9صفحہ 250 ایڈیشن 1984ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ملے کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپ نے آ کر کیا کیا تو انسان وجد میں آ کر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے۔ پوری کامیابی، پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ملفوظات جلد 2صفحہ 59 ایڈیشن 2016ء)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

فرمایا: اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں مختلف طبقات کے انسان پائے جاتے ہیں مگر مسلمان تو انسان اسی صورت میں رہ سکتا ہے جب سچے دل سے کلمہ طیّبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان لاوے اور پورے طور پر اس پر کاربند ہو جاوے۔

(ملفوظات جلد 10صفحہ 10 ایڈیشن 1984ء)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

فرمایا: نرا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی کہہ دینا کافی نہیں۔ یہ تو شیطان بھی کہہ دیتا ہے۔ جب تک عملی طور پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی حقیقت انسان کے وجود میں متحقق نہ ہو کچھ نہیں۔

(ملفوظات جلد 8صفحہ 114 ایڈیشن 1984ء)

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ

فرمایا: اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کہنا نہایت ضروری ہے کیونکہ انسان کے تمام معاملات اس کے اپنے اختیار میں نہیں۔ وہ طرح طرح کے مصائب اور مکارہ و مواقع میں گھرا ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ جو کچھ ارادہ اس نے کیا ہے وہ پُورا نہ ہو۔ پس اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے مدد طلب کی جاتی ہے۔ آجکل کے ناعاقبت اندیش و نادان لوگ اس پر ہنسی اڑاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 370 ایڈیشن 1984ء)

*فرمایا: لفظ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تعالیٰ کہنے میں انسان اپنی کمزوری کا اظہار کرتا ہے کہ میں تو چاہتا ہوں کہ یہ کام کروں لیکن خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو امید ہے کہ کر سکوں گا۔

(ملفوظات جلد 7صفحہ 378 ایڈیشن 1984ء)

*فرمایا: آج کل کے تعلیم یافتوں کا یہ حال ہے کہ اپنی گفتگو میں لفظ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بھی بولنا خلاف تہذیب سمجھتے ہیں۔ کتابوں کی کتابیں پڑھ جاؤ کہیں خدا تعالیٰ کا نام تک نہیں آتا لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی ہستی کو منوانا چاہتا ہے

(ملفوظات جلدصفحہ 95 ایڈیشن 1984ء)

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ

فرمایا: صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں حواریوں کو پیش کرتے ہوئے بھی شرم آجاتی ہے۔ حواریوں کی تعریف میں ساری انجیل میں ایک بھی ایسا فقرہ نظر نہ آئیگا۔ کہ انہوں نے میری راہ میں جان دے دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صحابہ کرام نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی راہ میں وہ صدق دکھلایا کہ انہیں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کی آواز آ گئی۔ یہ اعلیٰ درجے کا مقام ہے جو صحابہؓ کو حاصل ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

(ملفوظات جلد 8صفحہ 139 ایڈیشن 1984ء)

*فرمایا: اگر مسلمانوں کا نمونہ دیکھنا چاہو تو صحابہؓ کرامؓ کی جماعت کو دیکھو۔ جنہوں نے اپنے جان و مال کے کسی قسم کے نقصان کی پرواہ نہیں کی۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا کو مقدم کر لیا۔ خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جانا ہی ایک فعل تھا جو سارا قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کا تمغہ ان کو مل گیا۔ پس جب تک تم اپنے اندر وہ جوش حمیّت اسلام کے لئے محسوس نہ کرلو۔ ہرگز اپنے آپ کو کامل نہ سمجھو۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 218 ایڈیشن1984ء)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

فرمایا: سلام تو وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ خدا تعالیٰ کا سلام وہ ہے جس نے ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا۔ جس کو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو بندے اس پر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے۔ قرآن شریف میں آیا ہے سَلٰمٌ ۟ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ (یٰسٓ:59)۔ ایک دفعہ ہم کو کثرت پیشاب کے باعث بہت تکلیف تھی۔ ہم نے دعا کی۔ الہام ہوا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اسی وقت تمام بیماری جاتی رہی۔ سلام وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ باقی سب رسمی سلام ہیں۔

(ملفوظات جلد نمبر 9 صفحہ 318 ایڈیشن 1984ء)

*فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کی خصوصیت سے وصیت فرمائی ہے۔ یا اویسؓ کو یا مسیحؑ کو۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 270 ایڈیشن 2016ء)

مخالفوں کو سلام کہنا

ایک صاحب نے سوال کیا کہ حضور مخالفوں سے جو ہمیں اور حضور کو گلی گلوچ نکالتے ہیں اور سخت سست کہتے ہیں السلام علیکم جائز ہے یا نہیں۔

فرمایا: مومن بڑا غیرت مند ہوتا ہے کیا غیرت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ تو گالیاں دیں اور تم ان سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کرو؟ ہاں البتہ خرید و فروخت جائز ہے۔ اس میں حرج نہیں کیونکہ قیمت دینی اور مال لینا کسی کا اس میں احسان نہیں۔

(ملفوظات جلد 5صفحہ 291 ایڈیشن 1984ء)

*فرمایا: بیماری کی شدت سے موت اور موت سے خدا یاد آتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا۔ انسان چند روز کے لئے زندہ ہے۔ ذرہ ذرہ کا وہی مالک ہے جو حیّ و قیوم ہے۔ جب وقت موعود آتا ہے تو ہر ایک چیز اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتی ہے اور سارے قویٰ رخصت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور جہاں سے یہ آیا ہے وہیں چلا جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 331 ایڈیشن 1984ء)

*فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا ہے اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ باوجود لوگوں کی سخت مخالفتوں کے اور ان کے طرح طرح کے بد اور جانستان منصوبوں کے وہ سلامتی میں رہے گا اور کامیاب ہوگا۔

(ملفوظات جلد 2صفحہ 172 ایڈیشن 2016ء)

جَزَاکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا

فرمایا: دنیا کی دولت اور سلطنت رشک کا مقام نہیں۔ مگر رشک کا مقام دعا ہے۔ میں نے اپنے احباب اور غیر حاضرین میں سے جن کے نام یاد آئے یا شکل یاد آئی۔ آج بہت دعا کی اور اتنی دعا کی کہ اگر خشک لکڑی پر کی جاتی تو سرسبز ہو جاتی۔ ہمارے احباب کے لئے یہ بڑی نشانی ہے۔ جَزَاکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا۔

(ملفوظات جلد 1صفحہ 220 ایڈیشن 2016ء)

ھُوَ الشَّافِی

فرمایا: بعض ادویہ کو بعض طبائع کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے۔ اسی بیماری میں ایک کے واسطے ایک دوا مفید پڑتی ہے اور دوسرے کے واسطے ضرر رساں ہوتی ہے۔ جب بُرے دن ہوں تو مرض سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اگر مرض سمجھ میں آجائے تو پھر علاج نہیں سوجھتا۔ اسی واسطے مسلمان جب ان علوم کے وارث ہوئے تو انہوں نے ہر امر میں ایک بات بڑھائی۔ نبض دیکھنے کے وقت سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا کہنا شروع کیا اور نسخہ لکھنے کے وقت ھُوَالشَّافِی لکھنا شروع کیا

(ملفوظات جلد 7صفحہ 383 ایڈیشن 1984ء)

*فرمایا: علم طب یونانیوں سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا مگر مسلمان چونکہ موحد اور خدا پرست قوم تھی۔ انہوں نے اسی واسطے اپنے نسخوں پر ھُوَ الشَّافِی لکھنا شروع کر دیا۔

(ملفوظات جلد 10صفحہ 345 ایڈیشن 1984ء)

استغفار

فرمایا: بعض گناہ محسوس ہوتے ہیں بعض نہیں۔ اس لئے ہر وقت استغفار کرنا چاہئے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 326ایڈیشن 1984ء)

٭فرمایا: استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ و حرز اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 305 ایڈیشن 1984ء)

سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ، سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولی اللہ اور صاحب برکات وہی شخص ہے جس کو یہ جوش حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ نماز میں جو سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ اور سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی کہا جاتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنّا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظمت ہو جس کی نظیر نہ ہو۔ نماز میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے یہی حالت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ طبعاً جوش کے ساتھ اپنے کاموں سے اور اپنی کوششوں سے دکھاوے کہ اس کی عظمت کے خلاف کوئی شے مجھ پر غالب نہیں آسکتی۔ یہ بڑی عبادت ہے۔ جو لوگ اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہیں۔ وہی مؤیّد کہلاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 395 ایڈیشن 1984ء)

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

فرمایا: غرض مختلف قسم کے ابتلاء اور عوارض انسان پر آتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کی آزمائش ہے۔ ایسی صورت میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اس کی تقدیر کے لئے سرِتسلیم خم کرتے ہیں۔ وہ بڑی شرح صدر سے کہتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ (البقرۃ: 157) کسی قسم کا شکوہ اور شکایت یہ لوگ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ۔ الخ یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن کے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کو مشکلات میں راہ دکھا دیتا ہے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا ہی کریم و رحیم اور بامروّت ہے۔ جب کوئی اس کی رضا کو مقدم کر لیتا ہے اور اُس کی مرضی پر راضی ہو جاتا ہے تو وہ اُس کا بدلہ دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ غرض یہ تو وہ مقام اور مرحلہ ہے جہاں وہ اپنی بات منوانی چاہتا ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 349-348 ایڈیشن 2016ء)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

فرمایا: مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ہر ایک امر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس واسطے مسلمان خوشی کے وقت اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اور غمی اور ماتم کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہہ کر ثابت کرتا ہے کہ واقع میں اس کا ہر کام میں مرجع صرف خدا ہی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ سے الگ ہو کر زندگی کا کوئی حظ اٹھانا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ ان کی زندگی بہت ہی تلخ ہے کیونکہ حقیقی تسلی اور اطمینان بجز خدا میں محو ہونے اور خدا کو ہی ہر کام کا مرجع ہونے کے حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 345 ایڈیشن 1984ء)

یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ اَسۡتَغِیۡثُ بِرَحۡمَتِکَ

ایک شخص نے اپنی مشکلات کے لئے عرض کی۔ فرمایا: استغفار کثرت سے پڑھا کرو۔ اور نمازوں میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ اَسۡتَغِیۡثُ بِرَحۡمَتِکَ یَآ اَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡنَ پڑھو۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 327-326 ایڈیشن 1984ء)

اسم اعظم۔ رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ

فرمایا: ہیضہ کے لئے ہم نہ تو کوئی دوا بتلاتے ہیں نہ نسخہ۔ صرف یہ بتلاتے ہیں کہ راتوں کو اٹھ کر دعا کریں اور اسم اعظم رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ کی تکرار نماز کے رکوع سجود وغیرہ میں اور دوسرے وقتوں میں کریں۔ یہ خدا نے اسم اعظم بتایا ہے۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 135-134 ایڈیشن 1984ء)

یَا حَفِیۡظُ۔ یَا عَزِیۡزُ۔ یَا رَفِیۡقُ

فرمایا: مجھے الہام ہوا ہے سَلَامٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ۔ پھر چونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا۔ اس کا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اس کے ناموں کا ورد کیا جاوے۔

یَاحَفِیۡظُ۔ یَاعَزِیۡزُ۔ یَارَفِیۡقُ۔ رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسماء باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 135 ایڈیشن 1984ء)

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو اخلاص اور توجہ عطا کی ہے یہ اُس کا فضل ہے شکر کرو اور بڑھا دے گا۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا تکرار کرو۔ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا خدا کے فضل اور گمشدہ متاع کو واپس لاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 148-147ایڈیشن 1984ء)

اُمُّ الۡمُؤۡمِنِیۡن

فرمایا: اعتراض کرنے والے بہت ہی کم غور کرتے ہیں اور اس قسم کے اعتراض صاف بتاتے ہیں کہ وہ محض کینہ اور حسد کی بنا پر کئے جاتے ہیں۔ ورنہ نبیوں یا ان کے اظلال کی بیویاں اگر اُمّہات المؤمنین نہیں ہوتی ہیں تو کیا ہوتی ہیں؟ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور قانون قدرت کے اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی۔۔۔ مُسلم میں تو مسیح موعود کو نبی ہی کہا گیا ہے۔ اور قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 363 ایڈیشن 1984ء)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ

جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی طبیعت 31جولائی 1898ء سے بعارضہ دردِ شکم علیل تھی۔ تو حضرت اقدسؑ نے آدمی بھیج کر خبر منگوائی۔ اور افاقہ کی خبر سُن کر فرمایا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 270 ایڈیشن 1984ء)

کلمہ طیبہ شجاعت پیدا کرتا ہے

فرمایا: لوگ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قائل نہیں ہوتے اور سچے دل سے اس کلمہ کو زبان سے نکالنے والے نہیں ہوتے۔ فرمایا: جب زید و بکر کا خوف درمیان میں ہے تب تک لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا نقش دل میں نہیں جم سکتا۔

فرمایا: یہ جو دن رات مسلمانوں کو کلمہ طیبہ کہنے کے واسطے تائید اور تاکید ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ بغیر اس کے کوئی شجاعت پیدا نہیں ہوسکتی۔ جب آدمی لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو تمام انسانوں اور چیزوں اور حاکموں اور افسروں اور دشمنوں اور دوستوں کی قوت اور طاقت ہیچ ہو کر انسان صرف اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے اور اس کے سوائے سب اُس کی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں۔ پس وہ شجاعت اور بہادری کے ساتھ کام کرتا ہے اور کوئی ڈرانے والا اس کو ڈرا نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 354-353 ایڈیشن 2016ء)

کلمہ کے معنی

فرمایا: کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود محبوب اور مقصود خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اِلٰہٌ کا لفظ محبوب اور اصل مقصود اور معبود کے لئے آتا ہے۔ یہ کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ چونکہ ایک بڑی اور مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں۔ اس لئے یہ کلمہ سکھا دیا گیا تا کہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مدنظر رکھے اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہو جاوے۔ سچ یہی ہے کہ نجات نہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنۡ قَالَ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الۡجَنَّۃَ یعنی جس نے صدق دل سے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو مان لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 103 ایڈیشن 1984ء)

لڑکے کی بِسۡمِ اللّٰہِ

ایک شخص نے بذریعہ تحریر عرض کی کہ ہمارے ہاں رسم ہے کہ جب بچے کو بِسۡمِ اللّٰہِ کروائی جاوے تو بچے کو تعلیم دینے والے مولوی کو ایک عدد تختی چاندی یا سونے کی اور قلم و دوات چاندی یا سونے کی دی جاتی ہے۔ اگرچہ میں ایک غریب آدمی ہوں مگر چاہتا ہوں کہ یہ اشیاء اپنے بچے کی بِسۡمِ اللّٰہِ پر آپ کی خدمت میں ارسال کروں۔

حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا:

تختی اور قلم و دوات سونے یا چاندی کی دینا یہ سب بدعتیں ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہئے اور باوجود غربت کے اور کم جائیداد ہونے کے اس قدر اسراف اختیار کرنا سخت گناہ ہے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 346 ایڈیشن 1984ء)

مسجد

فرمایا: جہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت باخلاص ہو۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 119 ایڈیشن 1984ء)

توکّل

فرمایا: جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے تو جو ذوق و سرور اللہ تعالیٰ پر توکّل کا اُس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے میں اُس کی کیفیت بیان نہیں کرسکتا

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 325 ایڈیشن 1984ء)

صَلٰوۃ

فرمایا: نماز ہی دعا ہے۔ نماز عبادت کا مغز ہے۔ جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صَلٰوۃ نہیں۔ لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدنظر رکھتا ہے اور ادب انکسار تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے۔ تب وہ صَلٰوۃ میں ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 367 ایڈیشن 1984ء)

٭فرمایا صَلٰوۃ اصل میں محبت الٰہی اور خوف الٰہی کی آگ میں پڑ کر اپنے آپ سے جل جانے اور ما سوی اللہ کو جلا دینے کا نام ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 314 ایڈیشن 1984ء)

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرمہ مبارکہ شاہین۔جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:

الفضل واقعی ہمارا بہت پیارا اخبار ہے۔روزانہ ہی اس میں ایمان افروز واقعات پڑھنے کو ملتے ہیں۔کل مورخہ 5 اکتوبر 2021ء کے اخبار میں نبیلہ رفیق روزی صاحبہ اور مدثرہ عباسی صاحبہ کے مضامین پڑھ کر بہت باتیں یاد آتی چلی گئیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بنائے، آمین

2019ء میں الحمدللہ ہمیں بھی مکہ مکرمہ، مدینہ النبی، قادیان شریف، ربوہ اور پھر لندن بھی جانے کا موقعہ ملا۔ خاکسار بھی ان شاء اللہ ان کی روداد لکھ کر بھیجے گی۔ اللہ تعالیٰ ان اسفار کے بابرکت نتائج ظاہر فرمائے، آمین۔

- مکرمہ صدف علیم صدیقی۔کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

مؤرخہ 16 ستمبر کے الفضل میں ’’عشق و مشک رانتواں نہفتن‘‘ کے عنوان پر آرٹیکل پڑھا۔ بے حد خوبصورت عنوان کا حق ادا ہوگیا ہے۔اس موضوع کو آپ نے جس طرح مثالوں سے مزین کر کے پیش کیا ہے اس نے مجبور کر دیا کہ اسے دوسروں کے ساتھ بھی شئیر کیا جائے اور عمل کرنے کی بھی پوری کوشش اور دعا کی جائے کیونکہ اس رحمان و رحیم ذات کے فضل کے بغیر تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عشق الٰہی اور عشق رسول کا حق ادا کرنے والا بنائے۔آمین

اخبار روزنامہ الفضل جس طریق پر آپ کی ٹیم تیار کرتی ہے وہ قابل تحسین اور قابل داد ہے۔ ایک تو مضامین بہت علمی ہوتے ہیں پھر ترتیب بھی دل کو بھا جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی نیک جزاء عطا فرمائے۔آمین

- مکرم مظفر احمد شہزاد لکھتے ہیں:

الحمد للہ روزنامہ الفضل آن لائن آپ کی ارادت میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے نئی جہات کے ساتھ ترقی کی نئی منازل طے کر رہا ہے۔انتہائی خوشی ہے کہ ہر شمارہ کے اداریے و دیگر مضامین کا چناؤ بہتر سے بہتر ہوتا جارہا ہے۔مورخہ 4 اکتوبر 2021ء کے شمارہ میں خاکسار کے پڑدادا حضرت میاں غلام محمد صاحبؓ آرائیں کی روایت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ خطبہ جمعہ سے بعنوان ’’ایک پاک وجود کا ٹکرا غیروں کو دینا اچھا نہیں‘‘ شائع ہوئی۔ وہیں مجھے اپنے آباء کی تاریخ سے مزید آگاہی کے ساتھ مضمون لکھنے کی طرف توجہ ہوئی۔اس روایت میں بیان اسماء میں حضرت مولوی رحمت علیؓ صاحب میری دادی جان کے والد محترم ہیں جبکہ میاں جان محمدؓ صاحب میرے دادا ہیں۔حضرت میاں محمد ابراہیمؓ صاحب میرے دادا کے سگے بھائی اور میاں سلطان علیؓ صاحب سیکرٹری میرے والد صاحب کے پھوپھا ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور دیگر محنت کرنے والے تمام کارکنان کو جزائے خیر دے آمین۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

ہوں۔اس پر انہوں نے زیادہ مخالفت شروع کی مگر مَیں نے پروانہ کی اور قادیان کی طرف شام کے بعد ہی چل پڑا۔ اندھیرا بہت تھا۔ رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا اور راستہ پہلے دیکھا ہوا نہیں تھا۔ مَیں غلطی سے چراغ کو دیکھ کر جو دور جل رہا تھا مسانیاں چلا گیا۔ (قادیان کی طرف ہی ایک اور جگہ تھی) وہاں نماز عشاء ہو چکی ہوئی تھی۔ ایک آدمی مسجد میں بیٹھا ذکر الٰہی کر رہا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں جائیں گے اور کہاں سے آئے ہیں؟ مَیں نے کہا لاہور سے آیا ہوں اور حضرت مرزا صاحب کو ملنا چاہتا ہوں۔ اس نے جواباً کہا کہ یہ تو مسانیاں ہے۔ قادیان نہیں۔ قادیان یہاں سے دور ہے اور تم یہاں سو جاؤ۔ صبح کے وقت جانا کیونکہ راستہ ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ مَیں وہاں مسجد میں لیٹ گیا اور چار بجے کے قریب جب چاند چڑھا (لیٹ نائٹ (Late Night) آخری وقت تھا، چاند کے دن تھے، چاند نکلا) تو مَیں نے اُس شخص کو کہا کہ مجھے راستہ دکھا دو۔ وہ مجھے وڈالہ تک چھوڑ گیا اور مجھے سڑک دکھا گیا۔ چنانچہ مَیں نے صبح کی نماز نہر پر پڑھی اور سورج نکلنے کے قریباً ایک گھنٹہ بعد قادیان پہنچ گیا۔ قادیان کے چوک میں جا کر مَیں نے ایک شخص سے پوچھا کہ بڑے مرزا صاحب کہاں ہیں؟ اس نے مجھے کہا کہ وہاں نہا کر سامنے مکان کی حویلی میں تخت پوش پر بیٹھے حقہ پی رہے ہیں۔ (مرزا نظام الدین کی طرف اشارہ کر دیا) کہتے ہیں: مَیں سنتے ہی آگے بڑھا تو مَیں نے دیکھا کہ ایک معمر شخص نہا کر تخت پوش پر بیٹھا ہے اور بدن بھی ابھی اس کا گیلا ہی ہے اور حقہ پی رہا ہے۔ مجھے بہت نفرت ہوئی اور قادیان آنے کا افسوس بھی ہوا۔ (اتنا تردّد کیا، اتنی محنت کی، سفر کیا، قادیان آیا ہوں تو مَیں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں۔ کہتے ہیں) مَیں مایوس ہو کر واپس ہوا۔ (اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کرنی تھی تو کہتے ہیں)۔ موڑ پر ایک شخص شیخ حامد علی صاحبؓ ملے۔ انہوں نے مجھے پوچھا کہ آپ کس جگہ سے تشریف لائے ہیں اور کس کو ملنا چاہتے ہیں؟ مَیں نے کہا مَیں نے جس کو ملنا تھا اس کو مَیں نے دیکھ لیا ہے اور اب مَیں واپس لاہور جا رہا ہوں۔ میرے اس کہنے پر انہوں نے مجھے فرمایا کہ کیا آپ مرزا صاحب کو ملنے کے لئے آئے ہیں تو یہ وہ مرزا صاحب نہیں ہے جن کو آپ مل کر آئے ہیں، وہ اور ہیں اور مَیں آپ کو ان سے ملا دیتا ہوں۔ تب میری جان میں جان آئی اور مَیں کسی قدر تسکین پذیر ہوا۔ حامد علی صاحب نے مجھے فرمایا کہ آپ ایک رقعہ لکھ دیں مَیں اندر پہنچاتا ہوں۔ جس پر مَیں نے مختصراً یہ لکھا کہ مَیں طالب علم ہوں۔ لاہور سے آیا ہوں۔ زیارت چاہتا ہوں اور آج ہی واپس جانے کا ارادہ ہے۔ حضور نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ مہمان خانے میں ٹھہریں اور کھانا کھائیں اور ظہر کی نماز کے وقت ملاقات ہو گی۔ اس وقت مَیں ایک کتاب لکھ رہا ہوں (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اس وقت مَیں ایک کتاب لکھ رہا ہوں) اور اس کا مضمون میرے ذہن میں ہے اگر مَیں اس وقت ملاقات کے لئے آیا تو ممکن ہے کہ وہ مضمون میرے ذہن سے اتر جائے۔ اس واسطے آپ ظہر کی نماز تک انتظار کریں۔ مگر مجھے اس جواب سے کچھ تسلی نہ ہوئی۔ مَیں نے دوبارہ حضرت کو لکھا کہ مَیں تمام رات مصیبت سے یہاں پہنچا ہوں اور زیارت کا خواہش مند ہوں۔ للہ مجھے اسی وقت شرف زیارت سے سرفراز فرمائیں۔ تب حضور نے مائی دادی کو کہا کہ ان کو مسجد مبارک میں بٹھاؤ اور مَیں ان کی ملاقات کے لئے آتا ہوں۔ مجھے وہاں کوئی پندرہ منٹ بیٹھنا پڑا۔ اس کے بعد حضور نے مائی دادی کو بھیجا کہ ان کو اس طرف بلا لاؤ۔ حضرت صاحب اپنے مکان سے گلی میں آ گئے اور مَیں بھی اس گلی میں آ گیا۔ (دوسری طرف سے) دور سے میری نظر جو حضرت صاحب پر پڑی تو وہی رؤیا میں (خواب میں جو دیکھا تھا) جو شخص مجھے دکھایا گیا تھا بعینہٖ وہی حلیہ تھا۔ حضرت صاحب کے ہاتھ میں عصا بھی تھا اور پگڑی بھی پہنی ہوئی تھی۔ سوٹی ہاتھ میں تھی۔ گویا تمام وہی حلیہ تھا۔ اس سے قبل مجھے دادی کی معرفت معلوم ہوا تھا کہ حضرت صاحب کپڑے اتار کر تشریف فرما ہیں مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو مجھے رؤیا والا نظارہ دکھانا منظور تھا۔ اس لئے حضور نے جو لباس زیب تن فرمایا وہ بالکل وہی تھا جو مَیں نے رؤیا میں دیکھا تھا۔ میں حضرت صاحب کی طرف چل پڑا تھا اور حضرت صاحب میری طرف آ رہے تھے۔ گول کمرہ کے دروازہ سے ذرا آگے میری اور حضرت صاحب کی ملاقات ہوئی۔ مَیں نے حضرت صاحب کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ خواب والے ہی بزرگ ہیں اور سچے ہیں۔ چنانچہ مَیں حضور سے بغلگیر ہو گیا اور زار زار رونے لگا۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ وہ رونا مجھے کہاں سے آیا اور کیوں آ گیا مگر مَیں کئی منٹ تک روتا ہی رہا۔ حضور مجھے فرماتے تھے صبر کریں، صبر کریں۔ جب میرا رونا ذرا تھم گیا اور مجھے ہوش قائم ہوئی تو حضور نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا لاہور سے۔ حضور نے فرمایا کیوں آئے؟ مَیں نے کہا زیارت کے لئے۔ حضور نے فرمایا: کوئی خاص کام ہے؟ مَیں نے پھر عرض کیا کہ صرف زیارت ہی مقصد ہے۔ حضور نے فرمایا۔ بعض لوگ دعا کرانے کے لئے آتے ہیں اپنے مقصد کے لئے۔ کیا آپ کو بھی کوئی ایسی ضرورت درپیش ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی ضروت درپیش نہیں۔ تب حضور نے فرمایا کہ مبارک ہو۔ اہل اللہ کے پاس ایسے بے غرض آنا بہت مفید ہوتا ہے۔ (یہ غالباً حضرت صاحب نے مجھ سے اس لئے دریافت فرمایا تھا کہ ان ایام میں حضور نے ایک اشتہار شائع فرمایا تھا جس میں لکھا تھا کہ بعض لوگ میرے پاس اس لئے آتے ہیں کہ اپنے مقاصد کے لئے دعا کرائیں)۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 9 صفحہ نمبر 120 تا 126 روایت حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ) لیکن میری اس بات سے بہت خوش ہوئے، مبارکباد دی کہ میرا تو مقصد صرف اور صرف آپ کو ملنا اور زیارت تھا۔)

(خطبہ جمعہ 4/ مئی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خط

- مکرم ومحترم ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل آن لائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے باقاعدگی کے ساتھ الفضل کے مطالعہ کی توفیق مل رہی ہے۔ ایک شمارہ پڑھ لیں تو اگلے شمارے کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔ جب تک جماعتی لٹریچر میں سے کچھ نہ کچھ پڑھ نہ لوں ایک طرح کی تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچپن سے الفضل اور دیگر جماعتی لٹریچر پڑھنے کی توفیق مل رہی ہے جس کا سب سے اہم محرک خاکسار کے دادا جان مرحوم چوہدری احمد دین صاحب چٹھہ ہیں۔ جب میں چھٹی کلاس کا طالب علم تھا آپ مجھے دن کے کسی حصہ میں اپنے پاس بلا کر فرماتے: ’’بیٹا الفضل آیا ہے اس کی شہ سرخیاں سنا دو۔‘‘ پھر فرماتے ’’اپنی پسند کا کوئی حصہ سنا دو۔‘‘ میں تلاش کر کے کوئی چھوٹا سا حصہ سنا دیا کرتا۔ ان دنوں الفضل کے پہلے صفحے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحت یا مصروفیات کے بارے میں چھوٹی سی خبر شائع ہوتی تھی۔ اکثر وہی حصہ پڑھ دیتا۔ آپ بہت خوش ہوتے اور شاباش کے الفاظ کے ساتھ حوصلہ افزائی فرماتے۔ جب کوئی جماعتی رسالہ گھر آتا تو اس کے متعلق بھی یہ طریق اختیار کرتے۔ اس طرح ایک نامعلوم طریق پر میرا جماعتی لٹریچر کے ساتھ گہرا تعلق قائم ہوگیا۔ جس نے بعد کی زندگی میں مجھے بیحد فائدہ دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

اگرچہ دادا جان اور آپ کے چھوٹے بھائی چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب چٹھہ خود بھی پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ بلکہ دونوں بھائی گھنٹوں جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے علاوہ علمی اور دینی باتیں کیا کرتے تھے لیکن بچوں کو اس روحانی مائدہ کے ساتھ وابستہ کرنے کے لیے ان کا یہ طریق بے حد سودمند ثابت ہوا۔ جب بھی الفضل یا دیگر اخبارات و رسائل کے مطالعہ کی توفیق ملتی ہے تو اپنے پیارے مرحومین یاد آجاتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے اُن کی بلندی درجات کے لیے دعا کی توفیق ملتی ہے۔ جماعتی لٹریچر کے ساتھ وابستگی کے سلسلہ میں میرے والد محترم نذیر احمد خادم صاحب کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔ آپ اخبار یا کسی رسالے میں کوئی دلچسپ یا ایمان افروز واقعہ دیکھتے تو اپنے پاس بٹھا کر سناتے اور ایک مخصوص انداز میں اس کا حظ اٹھاتے اور بار بار اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے کہ جس نے ہمارے لیے یہ سب اسباب پیدا فرمائے ہیں۔ ابا جان کی کاغذ قلم کے ساتھ بہت گہری دوستی تھی۔ آپ اسکول کے زمانہ میں ہی مضامین لکھنے شروع کر دیئے تھے جبکہ یہ سلسلہ تادم آخر جاری رہا۔ ڈائری بھی باقاعدگی سے لکھا کرتے۔ مطالعہ کے دوران پڑھتے پڑھتے نوٹس بھی لیتے رہتے۔ تلاوت قرآن کریم تو گویا آپ کی روح کی غذا تھی۔ بڑی محبت سے تلاوت قرآن کریم کیا کرتے۔ دن میں کم از کم پانچ سے دس بار تلاوت قرآن کریم آپ کا سالوں سے معمول تھا۔ قرآن کریم کی تفاسیر اور تراجم آپ کی سائیڈ ٹیبل پر ہر وقت موجود رہتے۔ جن سے بھرپور استفادہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند ماہ سے روزانہ کی بنیاد پر ابا جان سے دن میں دو چار بار بات کرنے کا موقع ملتا تھا۔ ہماری گفتگو کا ننانوے فیصدی موضوع دین سے متعلق ہوتا۔ کبھی قرآن کریم سنانا شروع کر دیتے، کبھی کہتے میں نے چند آیات حفظ کی ہیں وہ سناتا ہوں۔ کبھی خلیفہ وقت کی باتیں شروع کر دیتے۔ خلافت کے اہمیت اور برکات بیان کرتے۔ خلیفہ وقت سے مضبوط تعلق کی اکثر نصیحت فرماتے۔ فرماتے کہ جب بھی حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خط لکھو تو میرا اسلام بھی لکھ دینا۔ اکثر کہا کرتے کہ خلافت ہے تو ہم ہیں ورنہ ہماری کیا حیثت ہے۔ خلافت کے بغیر ہمارا حال بھی غیروں کی طرح ہوتا۔ خلفاء کے ساتھ تعلق کے واقعات سناتے۔ حضور کا خطبہ سننے کے بعد ضرور فون کیا کرتے اور خطبہ کے پوائنٹ دہراتے، کبھی کسی اخبار یا رسالے میں سے کوئی پسند کی چیز سنا دیتے۔ بزرگوں کے ساتھ تعلق کے واقعات سناتے۔ گویا آپ کا اوڑھنا بچھونا ہی دین دین اور بس دین تھا۔ اللہ تعالیٰ میرے پیاروں کے درجات تا ابد بلند فرماتا چلا جائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

والسلام خاکسار

ظہیر احمد طاہر۔ نائب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی

شادی پر مبارکباد اور دعا

- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی شادی کرتا ہے تو رسول کریم ﷺ فرماتے:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي الْخَيْرِ

(سنن الترمذی، کتاب النکاح عن رسول اللہؐ، باب ماجاء فیھا یقال للمتزوج)

اللہ تعالیٰ آپ دونوں (زوجین) پر برکتیں نازل فرمائیں اور دونوں کو حسن معاشرت عطا فرمائیں۔

اللھم بارك لھم، وبارك علیھم کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح حدیث 1906)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

قرب پانے کا میدان

حضرت مسیحِ موعود و مہدی مسعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے۔ اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔‘‘

(رسالہ الوصیت صفحہ 14 ایڈیشن 2004ء مطبوعہ انگلستان)

مرسلہ: بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

19 اکتوبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:01	17:53
مدینہ منورہ	05:03	17:51
قادیان	05:13	17:52
ربوہ	04:53	17:32
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:04	18:02